حب رسول

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

《اُنْظُرْ مَا تَقُوْلُ》 ''ذرا سوچ کر بولنا'' وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ تین دفعہ اس نے اسی طرح کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

《اِنْ کُنْتَ صَادِقًا فَاَعِدَّ لِلْفَقْرِ تَجْفَافًا ۔ لَلْفَقْرُ اَسْرَعُ اِلٰی مَنْ یُّحِبُّنِیْ مِنَ السَّیْلِ اِلٰی مُنْتَهَاهُ》

''اگر تو سچا اور مخلص ہے تو فقیری اور احتیاج کے لیے کوئی ڈھال اور درع تیار کر لو کیوں کہ جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے، تو فقیری اس کی طرف اتنی جلدی سے آ جاتی ہے جتنی تیزی سے سیلاب بھی اپنے بہاؤ کی طرف نہیں جا سکتا۔''

شرک کے بغیر ہر گناہ معاف

(٤٤)...... وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ لَّقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَيُصَلِّي الْخَمْسَ وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ غُفِرَ لَهٗ قُلْتُ اَفَلَا اُبَشِّرُهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ دَعْهُمْ يَعْمَلُوْا ۔ [احمد]

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو، وہ پانچوں نمازیں بھی پڑھتا ہو اور رمضان مبارک کے روزے بھی رکھتا ہو تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

میں نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں اس کی لوگوں کو خوش خبری نہ پہنچا دوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انھیں چھوڑ دو کہ وہ عمل کرتے رہیں۔

اس حدیث میں زکوٰۃ اور حج کا ذکر نہیں کیا گیا۔ حالاں کہ یہ بھی اسلامی ارکان میں شامل ہیں۔ کیوں کہ یہ صرف مال داروں پر لازم ہیں جب کہ نماز اور روزہ ہر شخص پر فرض ہیں۔

ایسے شخص کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اس کے صغائر و کبائر جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے انھیں وہ معاف فرما دے گا مگر حقوق العباد اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا۔ ہاں اگر اللہ چاہے تو ان حق داروں کو اپنی طرف سے ان کے حقوق کا معاوضہ دے کر راضی کر دے تو یہ چیز بھی اس کے لطف و کرم سے کچھ بعید نہیں۔

(٤٥)...... وَعَنْهُ اَنَّهٗ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَفْضَلِ الْاِيْمَانِ قَالَ اَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ وَتُبْغِضَ لِلّٰهِ وَتُعْمِلَ لِسَانَكَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ قَالَ وَمَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهُ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ ۔ [رواه احمد]

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ایمان کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم اللہ ہی کے لیے کسی سے دوستی رکھو اور اللہ ہی کے لیے کسی سے دشمنی رکھو اور اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف کر دو۔ انہوں نے عرض کیا کچھ اور مزید فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو چیز اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی چیز اور لوگوں کے لیے پسند کرو اور جو چیز اپنے لیے ناپسند کرتے ہو وہ چیز لوگوں کے لیے ناپسند کرو۔''

یعنی جو طاعاتِ الٰہی اور دنیوی واخروی مباحات اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی ان کے لیے پسند کرو۔ اور جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو وہ ان کے لیے ناپسند سمجھو۔ بلکہ تمام مسلمانوں کو اپنے آپ سے بہتر خیال کرنا چاہیے۔

فہرست

جواھر پارے	حب رسول		1
کلمۂ طیبہ	شرک کے بغیر ہر گناہ معاف	(عبدالصمد ریالوی)	2
اداریہ	ہمارے احوال واعمال اور اللہ سے التجا	(محمد سلیم چنیوٹی)	5
احکام ومسائل	احکام ومسائل	(حافظ ثناء اللہ خان مدنی)	7
علوم القرآن	فہم قرآن کی طرف ایک قدم (۲)	(مولانا عبداللہ سرور)	9
مقامِ حدیث	دین میں حدیث نبوی کا مقام (۲)	(حافظ عبدالرشید اظہر)	13
مقامِ حدیث	محدثین کا جامع تصورِ دین	(مولانا محمد جرجیس کریمی)	18
آدابِ معاشرت	اسلام کی نظر میں عورت کا مقام	(عبدالمنتقم شاہین)	22
فھرست کتب	فہرست کتب		30

دنیوی زندگی کی لالچ

﴿ وَ لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰی حَیٰوةٍ ۚ وَ مِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا ۚ یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ﴾ [البقرة:٩٦]

''اے نبی ﷺ! آپ ان کو تمام لوگوں سے زیادہ زندہ رہنے کے لالچی پائیں گے اور مشرکوں سے کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ وہ ہزار سال عمر دیئے جائیں۔''

زیادتیٔ مال اور عمر کی حرص

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یَهْرُمُ ابْنُ آدَمَ وَتَشِبُّ مِنْهُ اثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَى الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَى الْعُمُرِ .

''ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس میں دو صفتیں جوان ہوتی ہیں:

① مال کی لالچ، اور ② عمر کی لالچ۔''

گھر سے نکلنے کی دعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جب گھر سے باہر نکلے تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ .

''اللہ کے نام سے، میں نے اللہ پر توکل کیا۔ گناہوں سے بچنے اور نیکیاں اپنانے کی طاقت اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر نہیں ہوسکتی۔''

تو ایسے شخص کو کہا جاتا ہے کہ تجھے ہدایت مل گئی۔ تیرا ہر کام اللہ کے حوالے ہو گیا اور تو ہر برائی سے محفوظ ہو گیا اور اس سے شیطان ہٹ جاتا ہے۔ دوسرا شیطان کہتا ہے جس شخص کو ہدایت، کفایت اور بچاؤ مل گیا اس کا تو کیا بگاڑ سکتا ہے۔''

ہمارے احوال واعمال اور اللہ سے التجا

اداریہ محمد سلیم چنیوٹی

جب سے ہم امریکا کے فرنٹ لائن اتحادی بننے سے ''مشرف'' ہوئے ہیں امریکا نے ہمارے گھروں، مدارس ومساجد تک رسائی حاصل کر لی ہے۔ نیز ہمارے سائنس دانوں کو اپنے نرغے میں لانے کے لیے وہ مسلسل کوشاں ہے۔ باقی رہے ہمارے سیاست دان اور حکم ران وہ تو عموماً اس کے گلے سے بندھے رہتے ہیں اور اپنے کلے کی حسب توفیق مضبوطی پر ''رینگھڑتے'' ہیں۔

حکم رانوں کی اس فکری وذہنی غلامی ہی کا نتیجہ ہے کہ ہمیں خودکش دھماکوں، دہشت گردانہ وتخریبی کارروائیوں جیسی مشکلات میں پھنسا دیا گیا ہے۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ ۹/۱۱ کے بعد سے ہمارے کتنے ہی افراد اس کی پا جانے والی رسائی کے نتیجے میں بلاتفریق عوام وخواص، سرکاری وغیر سرکاری اہل کار تہ تیغ کر دیے گئے ہیں۔ امریکا کو بیچے جانے والے مطلوب افراد کا اعتراف ''سب سے پہلے پاکستان'' نامی کتاب میں کیا گیا تھا کہ تمھیں ان بندوں کے عوض ڈھیروں ڈالر بہ طور معاوضہ ملے اور ان رقوم کی وصولی کا ''بڑی جرأت'' سے اعتراف بھی کیا گیا۔ ایسے معاملات میں حساب تو ''حسابِ دوستاں درِدل'' والا معاملہ ہوتا ہے لیکن جنھوں نے ڈالرز وصول کیے ہیں وہ یہ حساب شائد رکھتے بھی ہوں گے لیکن ان ''پھرتیوں'' سے حاصل کی گئی رقوم سے پاکستانی عوام کو کیا ملا؟

....

انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور عوام کے پرزور اصرار پر ۱۸۔فروری کا انتخابی ڈرامہ یا دنگل لگایا گیا جس سے عوام میں کچھ امید بندھ گئی تھی کہ شائد اب سابقہ حکومت کے بکھیرے ہوئے گند کو صاف کیا جائے گا۔ عوام نے بھاری مینڈیٹ سے ق لیگ کو ہرا کر اس کے مدمقابل دوسری پارٹیوں (ن لیگ، پیپلز پارٹی، اے این پی وغیرہ) کو شرفِ پسندیدگی بخشا۔

باقی رہی مشرف کی تراشیدہ مجلس عمل کہ یہ بےچاری الیکشن ۲۰۰۸ء سے قبل ہی شائد ناگہانی وفات پا چکی تھی۔ مجلس عمل کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والوں نے ان کو دل کے ہزار ٹکڑوں کی طرح کوئی یہاں گرا دیا اور کوئی وہاں ......

مفادات وضمیر فروشی ایک ایسی آکاس بیل ہے، جو جس درخت کو چمٹ جائے اسے ٹنڈ منڈ کر دیتی ہے۔ اسی طرح کسی لیڈر ورہنما کی ساکھ اگر خراب ہونی مقدر ہو تو وہ مفادات کے دانے چگنا شروع کر دیتا ہے، مجلس عمل کی اکثریت بھی اسی مفادات کی بھینٹ چڑھا دی گئی۔ اس کے صدر ونائب صدور تو بائیکاٹ کے نام سے الیکشن سے پہلے ہی غائب ہو چکے تھے لیکن اس کے سیکرٹری جنرل صاحب کی گاڑی کا ''ڈیزل'' باقی رکھا گیا کہ وہ اپنے آبائی حلقہ انتخاب میں تو ہار گئے لیکن کسی دوسرے حلقے سے جتوا دیے گئے۔ ان کے جیتنے اور مقابلے سے محرومی کا سب سے زیادہ افسوس ان کی پرانی حریف اداکارہ مسرت شاہین کو ہوا کہ اُس نے حضرت مولانا کے کامیاب ہونے کے سوگ میں پریس کانفرنس ہی کر ڈالی۔

....

امریکی صدر جس نے اپنے صلیبی ہونے کے اعتراف میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اس نے اب ہمارے ہر کام، ہر فیصلے اور ہر منصوبے میں ٹانگ اڑانی شروع کر دی ہے۔ اس پر اُس سے کیا شکوہ کہ ہمارے ''کرم'' ہی نے اس کے حوصلے بڑھائے ہیں۔ نئے حکمران اتحاد نے اقتدار پاتے ہی جب مل بیٹھنا شروع کر دیا اور جناب آصف علی زرداری اور میاں محمد نواز شریف نے مل جل کر چلنے کے ''حلق شگاف'' نعرے لگائے اور دونوں رہنماؤں نے ایک دوسرے کے احترام میں فیصلے کرنے اور تجاویز منوانے کی پیش کشیں کرنی شروع کر دیں تو جمہوریت وعالمی حقوق کے چیمپئین امریکا کو یہ برداشت کرنا مشکل ہو گیا۔ اس نے فوراً حکمران اتحاد کے عزائم دیکھ کر اس اتحاد کو مولڈ کرنا یا لیڈروں کو ان کے ''وعدے'' یاد دلانے شروع کر دیے۔ اس نے اپنے مشیروں، نیگرو پونٹے، رچرڈ باؤچر اور وزیر خارجہ کونڈی لیزا رائس اور اسی نوع کے دیگر افراد وخواتین کو حکمران اتحاد میں رخنے ڈالنے کے لیے پوسٹ کرنا

شروع کر دیا۔ بے چارے ہمارے یہ لیڈر اعلان بھوربن اور اعلانِ مری کے مارے ہوئے اپنے تئیں دعوے کرتے رہے لیکن صلیبی نمائندے ان کو اپنے پیچھے پیچھے پہلے دوبئی لے گئے اور بالآخر لندن میں جاوارد، جمع یا یک جان ہوئے۔ اب اللہ ہی جانے ان میں سے ''لائی لگ'' کون ہوگیا؟

....

تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے کہ آج ہمارے عوام اپنی پسندیدہ جمہوریت سے اُسی طرح خائف ہورہے ہیں جس طرح چند عشرے قبل کمیونزم سے لوگ خوف زدہ ہوتے تھے۔ کمیونسٹ حکم ران کمیونزم کے نفاذ کے لیے بے شمار افراد کو قتل کرواتے، کئی ایک اغوا کروادیتے، کئی لاپتہ اور کئی جیلوں میں بند کروا دیتے تھے۔ اس پہ طرفہ تماشا یہ ہوتا کہ کسی کو ایسی کارروائیوں پر آواز اٹھانے کی نہ اجازت ہوتی تھی اور نہ ہمت۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ جمہوریت کے رکھوالے امریکا کے صلیبی صدر نے افغانستان وعراق میں اپنے امتیاز جمہوریت کو بھی کمیونزم کی طرح نافذ کرنے کی بجائے جمہوریت کو ان ممالک پر مسلط کرنے کی ٹھان رکھی ہے۔ خود کو دنیا کی واحد سپر پاور طاقت ثابت کرانے کے لیے اس نے صدام حسین کی حکومت تاراج کی وہاں کشت وخون کی ندیاں بہادیں۔ وہاں کے عوام کو تہ تیغ کیا۔ قابل احترام مقامات کی اہانت کرتے ہوئے اسے ذرا بھی شرم وحیا نہ آئی، اس نے وہاں خودکش بمبار بھیج کر جنازوں، شادی والے گھروں، عیدین وجمعہ کے اجتماعات میں ان گنت بے گناہ مسلمانوں کو شہید کرایا۔ عالمی ذرائع ابلاغ کی چھلنی سے نکال کر اس نے جو خبریں دیں ان کے سامنے تو کمیونسٹوں کے مظالم کی شاید کوئی حیثیت ہی نہ ہو۔ بش مسلم کش نے جو کچھ عراق میں کیا ہے، وہ تاریخ کا ہولناک ترین باب ہے۔

....

پاکستان کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو ہر حکمران نے منتخب ہونے کے بعد اعلان کیا کہ وہ ملک میں جمہوریت کو رائج اور آئین کی سربلندی کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے۔ حتی کہ دھاندلی شدہ انتخابات کو بھی حقیقی جمہوریت کی علامت باور کرا کر پیش کیا گیا۔ گویا کہ حکم ران اپنے منتخب ہونے کے بعد جمہوریت کی بحالی کا دعویٰ کرنا اپنا حق جانتے اور سمجھتے رہے۔ لیکن اس جمہوریت کا بھانڈا بیچ چوراہے اس وقت پھوٹتا نظر آیا جب گورنر سرحد جناب اویس غنی نے ایک بیان میں یہ فراخدلانہ اعتراف کیا کہ ''ہمیں ہر کام کرنے کے لیے امریکا سے پوچھنا پڑتا ہے۔'' ان کے اس بیان سے پاکستان میں نام نہاد مروّج جمہوریت کی رہی سہی ساکھ بھی چلی گئی اور جمہوریت کے سارے دعوے مشکوک سے ہوگئے۔ اگر گورنر سرحد کے بیان کو سنجیدہ ہو کر لیا جائے تو ملک میں جمہوریت کے مظہر کے لیے انتخابات کی بجائے کوئی دوسرا طریقہ تلاش کرنا پڑے گا۔

ہماری موجودہ جمہوری حکومت اب تک اس اعتراف کا حوصلہ نہ کرسکی کہ صلیبی جنگ کو امریکی صدر اور اس کے اتحادی نیٹو ممالک نے دہشت گردی کے نام پر مسلط کی گئی جنگ کو پاکستانی سرحد پر لاکھڑا کیا ہے۔ ڈمہ ڈولا پر اُس نے کئی حملے کر کے ہماری پریشانیوں میں مزید اضافہ کیا ہے۔ باجوڑ کے جوڑ جوڑ کو ہلا دیا ہے۔ اس کی دست برد سے نہ ہمارے سیاست دان محفوظ ہیں اور نہ ہمارے حکمران۔ ہمارے قومی ہیرو ہمارے سائنس دانوں پر اس نے ٹکٹکی لگا رکھی ہے۔ ان حالات میں ہم اپنی سالمیت کو طاغوت کی نظر بد سے کیسے بچائیں؟ ہمیں ملی طور پر اس کی فکر اور اس پر غور کرنا چاہیے۔ پورا ملک ایک غیر اطمینان بخش صورتِ حال سے دوچار ہے کہ ڈاکے روز کا معمول بن چکے ہیں۔ حالات سے دل برداشتہ لوگ پریشانی کے عالم میں خودکشیاں کر رہے ہیں۔ صورت حال یہ ہے کہ دہشت گردی، مہنگائی، قحط، بے راہ روی اور بدامنی نے عوام کو لرزا دیا اور عوام سہم گئے ہیں۔ کیا ہمارے حکمرانوں کی آنکھیں اب بھی نہیں کھلیں کہ وہ ایک مضبوط، مستحکم، اسلامی وفلاحی مملکت کے قیام کے لیے سوچنا، اس پر عمل کرنا شروع کردیں۔ لاکھوں قربانیوں سے حاصل کیے گئے ملک کو صحیح نظریات پہ مضبوط کرنا بھی حکمرانوں کا فریضہ ہے۔

اہل پاکستان کے لیے عموماً اور حکمرانوں کے لیے خصوصاً ہدایت اور رہنمائی کے لیے ہم اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہیں اللہ تعالیٰ ہماری حالت کو خوب جانتا ہے، اُسی ذات سے ہم استغفار طلب کرتے ہیں۔ اسی ذات بابرکات کے ہم محتاج ہیں اور وہی ہماری حاجات اور ضروریات کو پورا کرنے والا ہے۔ صبح صادق کی طرح ہمیں یقین ہے کہ جس طرح کمیونسٹ روس کے ٹکڑے اللہ کی توفیق اور مدد سے ہوئے تھے اس طاغوت کے بھی اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے۔ یا اللہ جو طاغوت اسلام اور مسلم امہ کو رسوا کرنے کی کوشش کر رہا ہے اے اللہ کریم تو خود ہی اس سے نمٹ لے۔ ہم تو کمزور وناتواں ہیں اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

(۱)...... **نماز جنازہ کے مسائل**

(۲)...... **قریبی عصبہ، دور کے عصبہ اور ذوی الارحام سے مقدم ہوگا**

(۳)...... **جنات وحاضرات کے متعلق چند مسائل**

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ خان مدنی صاحب

سوال: نمازِ جنازہ میں ثناء پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

جواب: نماز جنازہ میں ثناء پڑھنی ثابت نہیں۔

[ملاحظہ ہواحکام الجنائز علامہ البانی]

سوال: آدھی نماز جنازہ سری اورآدھی جہری پڑھنے کی وضاحت؟

جواب: امام شوکانی فرماتے ہیں:

والظاهر ان الجهر والاسرار بالدعاء جائزان ۔

[نیل الاوطار: ٤/ ٧٠]

ظاہر یہ ہے کہ جہری اورسری دعا دونوں طرح جائز ہے۔

سوال: کیا جوتے قبرستان کے باہر اتارنے چاہئیں؟

جواب: راجح مسلک یہ ہے کہ قبروں میں جوتے مطلقاً اتار دیئے جائیں۔ ہاں البتہ چلنے میں کانٹوں وغیرہ سے بچاؤ کی خاطر پہنا جاسکتا ہے۔ ملاحظہ ہوتہذیب السنن ابن قیم اورفتاویٰ لجنۃ دائمہ ۱۲۳/۹۔

النہایہ میں ہے:

انما امره بالخلع احتراما للمقابر لانه كان يمشي بينها ۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہواحکام الجنائز مولانا محمد عبدہ رحمہ اللہ

سوال: کیا دعا قبر کی بجائے قبلہ کی طرف منہ کر کے کرنی چاہیے؟

جواب: اصل یہی ہے کہ دعا کے وقت قبروں کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ قبلہ رو کھڑے ہو کر دعا کرے۔ اس لیے کہ نبی ﷺ نے قبر کی طرف متوجہ ہو کر نماز سے منع فرمایا ہے اور دعا ہی نماز کا لب لباب ہے۔ لہٰذا دعا بھی قبلہ رخ ہو کر کی جائے۔ اس بناء پر علماء محققین کا یہ فیصلہ ہے کہ دعا کے وقت بھی اس جانب متوجہ ہونا مستحب ہے جس جانب کہ نماز ادا کی جاتی ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہواقتضاء الصراط المستقیم

سوال: کیا بچہ کی دعا نماز جنازہ میں خاص نہیں بلکہ عام وقت میں دعا کرنے کے لیے ہے؟ وضاحت اللهم اجعله لنا سلفا وفرطا

جواب: مشارٌ الیہ دعا صحیح بخاری کی تبویب باب قراءة فاتحة الكتاب على الجنازة کے تحت حسن سے منقول ہے۔ حسن کے اثر میں بچہ کی نماز جنازہ کی تصریح موجود ہے۔

سوال: نمازِ جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: ابن عمر اور ابن عباس سے جواز منقول ہے بلکہ امام ترمذی نے اکثر علما کا اس پر عمل نقل کیا ہے۔ اگر چہ مرفوعاً کوئی روایت ثابت نہیں۔

سوال: نمازِ جنازہ کے بعد جمع ہو کر دعا کرنے کا کیا حکم ہے؟

[حافظ راشد منیر تبسم،سوہل فیصل آباد]

جواب: کتاب وسنت سے ثابت نہیں لہٰذا بدعت ہے۔

سوال: مسئلہ یہ ہے کہ سید غلام نبی شاہ ولد سید غلام علی شاہ وفات پا گیا ہے۔ وہ غیر شادی شدہ تھا اس کے ماں باپ، چچا چچی، ماموں مامی، بہن بھائی وفات پا چکے ہیں۔ اس نے زرعی زمین تہتر ا یکڑ دو گھنٹہ چھوڑی ہے۔ اب ان کے مندرجہ ذیل رشتہ دار ہیں:

(۱)...... دو چچازاد بھائی

(۲)...... تین چچازاد بہنیں

(۳)...... آٹھ بھتیجے

(۴)...... نو بھتیجیاں

اگر مندرجہ بالا رشتہ داروں کے شرعی حق ہیں تو قرآن وحدیث

کے مطابق شرعی رہنمائی فرمائیں کہ ان میں زرعی زمین تہتر ایکڑ دو گھنٹہ کیسے تقسیم کی جائے گی؟

جواب: مندرجہ بالا صورت میں ساری جائداد آٹھ بھتیجوں میں بحصہ برابر تقسیم ہوگی۔ چچازاد بھائی اگر چہ عصبہ ہیں لیکن میت سے قرابت میں دوری کی وجہ سے محروم ہیں اور چچا زاد بہنیں اور بھتیجیاں چوں کہ ذوی الارحام سے ہیں اس لیے عصبہ کی موجودگی میں محروم ہیں۔

سوال: ایک اہل حدیث عامل جادو کے علاج کے سلسلے میں قرآن پڑھ کر جنات کو پانی بھری بوتل میں قید کرتا ہے اور کچھ دنوں کے بعد وہ پانی ضائع کر دیتا ہے۔ کیا یہ طریقہ درست ہے؟

ایک اہل حدیث عامل نے پہلے جنات تابع کرر کھے تھے۔ اب اس کے پاس جنات نہیں ہیں۔ کیا ایسے عامل سے علاج کروانا ٹھیک ہے؟ جزاک اللہ خیراً [عثمان بھٹہ]

جواب: جنات کو پانی بھری بوتلوں میں بند کرنے کا دعویٰ کرنا محض مکرو وفریب اور اسوۂ نبوی کے خلاف ہے۔ صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ وغیرہ میں واقعہ معروف ہے کہ آپ کو جنات کے قید کرنے پر قدرت حاصل تھی۔ لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ کے پیش نظر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ مقام نبوت کا احترام ہم پر بھی واجب ہے۔

سوال: جادو کے علاج کے لیے اہل حدیث عاملوں نے کئی طریقے اختیار کرر کھے ہیں ان میں سے ایک طریقہ ''حاضرات'' کا یہ ہے کہ عامل کسی بچے یا بڑے کو بٹھا کر قرآن پڑھتے ہیں۔ جس پر عمل ہو رہا ہوتا ہے وہ آنکھیں بند کر کے عموماً بیٹھتا ہے۔ قرآن کے الفاظ عامل منہ میں سراُ پڑھتا ہے۔ جس پر عمل ہو رہا ہوا سے مختلف چیزیں آنکھیں بند کیے نظر آتی ہیں۔ مثلاً جادو کہاں پر دفن ہے۔ کون جادو کروا رہا ہے۔ جادو کا توڑ کیا ہے وغیرہ۔ مختلف لوگ مختلف حالت میں وغیرہ۔

اس طرح جادو کا توڑ کیا جاتا ہے۔ پڑھنے والے کو کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک عامل سے یہ کہا گیا کہ یہ تو غیب کی باتیں ہیں۔ اس کا جواب تھا کہ ایسا کرنا قرآن کی رو سے صحیح ہے۔ دلیل کے طور پر یہ آیت پڑھی:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىِٕفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴾ [الاعراف: ۲۰۱]

''بے شک جو اللہ سے ڈرتے ہیں جب انھیں شیطان کی طرف سے وسوسہ آئے تو وہ آگاہ ہو جاتے ہیں تو نا گہانی دیکھنے والے ہو جاتے ہیں۔''

ان کا کہنا ہے کہ ﴿ فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴾ کا معنی ہے کہ وہ جنات کو دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ محترم برائے مہربانی فرمائیں کہ کیا ایسا عمل درست ہے؟ کیا یہ کہانت تو نہیں جو منع ہے؟ اگر یہ کہانت ہے تو کیا ایسے بندے کے پاس کسی بھی دم کے لیے جانا درست ہے؟

جواب: طریقہ حاضرات خود ساختہ عمل ہے شرع میں اس کا کوئی ثبوت نہیں اور اس عمل کے لیے قرآنی آیت سے جواز کا استدلال بلا محل ہے۔ اور آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے: متقی کہتے ہیں شرع کی پابندی کرنے والے کو یعنی امر کے مطیع اور نہی کے تارک کو۔ مطلب یہ ہوا کہ جب متقیوں کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پہنچتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ ثواب اور وعید عذاب کو یاد کرتے ہی اپنا قصور اور شیطان کا فریب دیکھ کر فوری طور سے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔ حواشی مفسر قرآن مولانا عبدالستار محدث دہلوی رحمہ اللہ

کتاب وسنت میں وارد مسنون دعاؤں میں ہی ساری خیر و برکت ہے۔ انہی پر اکتفاء کرنی چاہیے۔ واللہ ولی التوفیق

❀❀............❀............❀❀

فہم قرآن کی طرف ایک قدم

مولانا عبداللہ سرور

نزولِ قرآن کے وقت موجودہ اقوام میں سے ایک قوم ''نصاریٰ'' تھی۔ جو انجیل کے پیروکار ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ موجودہ دور میں یہ لوگ عیسائی کہلاتے ہیں۔

اللہ ربّ العزت نے عیسیٰ علیہ السلام کو کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کا علم عطا فرمایا اور انھیں درج ذیل معجزات سے نوازا۔

① ......مٹی کو پرندے کی شکل دے کر اس میں پھونک مار کر اسے حقیقت میں پرندہ بنا دینا۔

② ......پیدائشی اندھے پن اور کوڑھ میں مبتلا انسانوں کی بیماری کو ختم کرنا۔

③ ......مردوں کو زندہ کرنا۔

④ ......لوگوں کو ان کی کھائی ہوئی خوراک اور گھروں میں موجود ذخیرہ کے بارے میں خبر دینا۔

ان معجزات کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی معروف طریقے کے مطابق نہ ہوئی تھی۔ نیز انھوں نے اپنی ولادت کے فوراً بعد ہی گفتگو بھی کرنی شروع کردی تھی۔

یہ تمام امور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ ربّ العزت کے حکم سے بجا لاتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے میں تو اللہ ربّ العزت کی طرف سے نشانی (دلیل) لایا ہوں۔

بے شک اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا رب ہے اس کی عبادت کرو، اسی سے ڈرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔ لیکن لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے ان تمام امور سے غلط تاثر لیا۔ انھیں اور ان کی والدہ محترمہ کو معبود بنا لیا جیسے ان آیات سے ظاہر ہے:

﴿لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْآ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ط وَ قَالَ الْمَسِیْحُ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَ رَبَّکُمْ ط اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَ مَاْوٰہُ النَّارُ ط وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ o لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْآ اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ وقف لازم وَ مَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ط وَ اِنْ لَّمْ یَنْتَھُوْا عَمَّا یَقُوْلُوْنَ لَیَمَسَّنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ o اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَہٗ ط وَ اللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o﴾ [المائدۃ: ۷۲-۷۴]

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم علیہما السلام اللہ ہیں۔ انھوں نے کفر کیا جب کہ مسیح علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ بے شک جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت حرام کردی ہے اس کا ٹھکانہ آگ ہے اور ظلم کرنے والوں کا کوئی مددگار نہیں۔ ان لوگوں نے بھی کفر کیا جنھوں نے اللہ تعالیٰ کو تین میں سے تیسرا قرار دیا جب کہ معبود تو صرف ایک ہی ہے۔ اگر وہ اپنی بات سے باز نہ آئے تو ان میں سے کفر کرنے والے دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔ بعض لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن بن گئے اور ان کی نبوت کا انکار کردیا۔''

سورۃ آلِ عمران میں اللہ ربّ العزت نے ان عقائد کی تردید بیان فرمائی ہے۔ نیز اہل ایمان کی استقامت کے لیے توحید الوہیت کے واضح دلائل، رسولِ اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے فوائد بیان کرتے ہوئے مصیبت کے وقت فرار اختیار کرنے کی بجائے صبر کرنے اور اللہ ربّ العزت کے عذاب سے ڈرنے کی اہمیت پر زور انداز میں بیان فرمائی ہے تاکہ وہ اہل کتاب کی طرح افراط وتفریط کا شکار ہونے سے محفوظ رہ سکیں۔

ان برائیوں کی نشان دہی بھی فرما دی جن میں اہل کتاب مبتلا

تھے۔ معبودِ حقیقی کے اوصاف بیان فرمائے اور اسے حی قیوم، الکتاب، التوراۃ اور الانجیل نازل کرنے والا، ارحام میں تصویر کشی کرنے والا مصور، زمین وآسمان کی چھپی ہوئی چیزوں کا علم رکھنے والا، ہمیشہ غالب رہنے والا، انتقام لینے والا، خوب حکمت والا قرار دیا۔ جب کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے ربّ کے بندے اور ایک رسول تھے۔ اس قسم کی محکم اور متشابہ آیات نازل فرمانے کا سبب بیان فرمایا۔ نیز ان آیات کے بارے میں پختہ کار اہلِ علم اور فتنہ پرور لوگوں کے طرزِ عمل کو واضح فرمایا۔

اور یہ بھی بتا دیا کہ کفار اپنے مال واولاد کو اپنے لیے نفع بخش تصور نہ کریں۔ آلِ فرعون اور ان سے پہلے کفار کے حالات سے عبرت حاصل کریں۔ مزید عبرت جنگ بدر سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

دنیا میں انسانوں کی پسندیدہ اور مرغوب اشیا کا ذکر فرمایا۔ جن میں عورتیں، بیٹے، سونے چاندی کے ڈھیر، سدھائے ہوئے گھوڑے، چوپائے جانور اور لہلہاتی کھیتیاں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ لیکن متقین کے لیے اللہ ربّ العزت کے ہاں ایسے باغات ہیں جن میں نہریں بہتی ہیں۔ ان کے اجڑنے کا اندیشہ بھی نہیں۔ پاکیزہ بیویاں اور اللہ ربّ العزت کی رضامندی بھی حاصل ہوگی۔

ان متقین کے اوصاف درج ذیل ہیں:

اللہ ربّ العزت پر ایمان لانا، گناہوں کی مغفرت طلب کرنا، جہنم کے عذاب سے بچالینے کی دعا کرنا، صبر کرنا، سچ بولنا، قنوت کرنا، خرچ کرنا، سحری کے وقت مغفرت طلب کرنا۔

کفار اور مومنین کے ساتھ سزا و جزا کا یہ معاملہ بالکل انصاف پر مبنی ہے۔ اللہ کا پسندیدہ دین اسلام (اطاعت گزار ہونا) ہے۔ اہل کتاب کا اطاعت سے انکار ضد اور ہٹ دھرمی پر مبنی ہے۔ اہل کتاب اطاعت گزار بن جائیں تو وہ بھی ہدایت پالیں گے۔ بصورتِ دیگر اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کا خوب علم ہے۔

اللہ ربّ العزت کی آیات کا انکار، انبیائے کرام کو ناحق قتل کرنا، انصاف کی بات کرنے والے لوگوں کو قتل کرنے والوں کی جزا عذابِ الیم ہے۔ ان کے تمام عمل ضائع ہوگئے ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ ان کا یہ دعویٰ کہ ہمیں تو آگ کا صرف چند دن سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ دین کے بارے میں اپنی خود ساختہ خرافات کی بدولت دھوکے کا شکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے نوازتا ہے اور جس کو چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے۔ مومنین کے لیے حکم ہے کہ وہ اپنے علاوہ کافروں کو دوست نہ بنائیں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر کے اللہ ربّ العزت کی محبت حاصل کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور ان سے متعلقہ قربت داروں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی بعثت کا مقصد بھی بتایا۔ لیکن جب عیسیٰ علیہ السلام نے یہ محسوس فرمایا کہ یہ لوگ مان کر نہیں دے رہے تو انھوں نے اپنے حمائتیوں کو آواز دی۔ حواریوں کا گروہ عیسیٰ علیہ السلام کا حمایتی بن کر سامنے آیا۔

اہل کتاب نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی تدبیر کی۔ لیکن اللہ ربّ العزت نے ان کی تدبیر کو ناکام بنا دیا۔ ساتھ ہی یہ وعدہ بھی فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکار ان کا انکار کرنے والوں پر قیامت تک غالب رہیں گے۔

عیسیٰ علیہ السلام کی مثال آدم علیہ السلام جیسی ہے جن کو اللہ ربّ العزت نے مٹی سے پیدا فرما کر ''کن'' کے ذریعے ایک زندہ انسان بنا دیا۔ یہ سب کچھ سچ ہے کسی قسم کے شک میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ حتیٰ کہ ان کے مخلوق ہونے کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی جھگڑتا ہے تو اس سے مباہلہ بھی کر سکتے ہیں۔ کیوں کہ یہ بیان سچائی پر مبنی ہے۔ اور معبود صرف ایک ہی ہے جو کہ ہمیشہ غالب رہنے والا خوب حکمت والا ہے۔ یاد رہے اس سے مراد وہ واقعات ہیں جن سے اللہ ربّ العزت کی الوہیت ربّ العالمین ہونے کی حیثیت سے واضح ہوتی ہے۔

یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کو ایک ہی معبود اللہ ربّ العزت کی عبادت کرنے کی دعوت دیں۔

ابراہیم علیہ السلام نہ تو یہودی تھے نہ ہی عیسائی۔ چوں کہ تورات اور انجیل تو ان کے بعد نازل ہوئی ہیں وہ پوری دلجمعی اور یکسوئی کے ساتھ اپنے رب کے اطاعت گزار تھے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر ایمان لانے والے لوگ ابراہیم علیہ السلام جیسا کہلانے کے زیادہ حق دار ہیں۔

آپ کی دعوت پر لبیک کہنے کی بجائے اہل کتاب کا ایک گروہ اہل ایمان کو راہِ راست سے بہکانے کی کوشش کرے گا۔

اہل ایمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ صرف ایسے اہل کتاب پر

یقین کریں جو دین مصطفوی کو اپنالیں۔ ان کے علاوہ باقی اہل کتاب کو خاطر میں لانے کی ضرورت نہیں۔ اہل کتاب کی بعض برائیاں جن سے بچنا اہل ایمان کے لیے ضروری ہے:

ا دوسروں کا مال ناجائز طریقے سے کھانا۔

ب اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد کو چھپا کر اور رسولِ اکرم ﷺ پر ایمان نہ لا کر دنیاوی فائدہ اٹھانا۔

ج خود ساختہ کلام کو اس انداز سے پڑھنا کہ سننے والا اسے کلام اللہ سمجھ لے۔

د بعض باتوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی نسبت کرنا۔

جب کہ کوئی نبی بھی کتاب وحکمت اور نبوت ملنے کے بعد لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت نہیں دے سکتا نہ ہی فرشتوں اور انبیاء کو ربّ بنانے کا حکم دے سکتا ہے۔

اللہ ربّ العزت نے اپنے انبیاء سے یہ وعدہ لیا کہ اگر ان کی موجودگی میں محمد ﷺ مبعوث ہوجائیں تو وہ ان پر ایمان لائیں گے۔ سب انبیاء نے اس عہد کا اقرار کیا۔ تو عام انسان رسولِ اکرم ﷺ پر کیوں ایمان نہ لائیں۔ اس لیے آپ کی رسالت کو تسلیم نہ کرنے والے عذاب اور لعنت سے بچ نہ سکیں گے۔

اہل کتاب ''امیین'' اہل حجاز کا مال کھانے میں کوئی عار نہ محسوس کرتے تھے۔ جس سے ان کی حرام خوری اور کنجوسی کا ثبوت ملتا ہے۔ اللہ ربّ العزت اہل ایمان کو خرچ کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ نیز انھیں مرغوب اور پسندیدہ چیزیں خرچ کرنے پر اکساتا ہے جن میں سے بیت اللہ کا حج کرنا خاص طور پر ذکر فرمایا۔

اہل کتاب کی ناپسندیدہ عادات میں سے چند ایک یہ بھی ہیں:

اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار، اللہ ربّ العزت کے راستے سے ایمان والوں کو روکنا، اہل ایمان کو متنبہ فرمایا گیا کہ اگر تم نے اہل کتاب کے کسی فریق کی اطاعت کی تو وہ تمہارے ایمان لانے کے باوجود تمھیں کفر میں دھکیل دیں گے۔ نیز تم اللہ ربّ العزت سے اس طرح ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے یہاں تک کہ تمہاری موت بھی اسلام کی حالت میں آئے۔ اللہ تعالیٰ کے دین سے اپنے تعلق کو مضبوط بناؤ۔ فرقہ واریت سے بچو۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات کو یاد کرو۔ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا فرمائی جس سے تم ایک دوسرے کے بھائی بند بن گئے۔ تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر پہنچ چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمھیں ہدایت دے کر اس میں گرنے سے بچالیا۔ اب تم میں بھی ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے۔ تو لوگوں کو بھلائی کی دعوت دے۔ اچھے کاموں کا حکم دے اور منکرات سے روکے۔

اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ۔ جو روشن دلائل (اللہ تعالیٰ کے انعامات اور انبیاء کی موجودگی) کے باوجود فرقہ واریت اور اختلاف کا شکار ہوئے۔

تمھیں سب سے بہتر امت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تمہاری ذمے داری ہے۔ اہل کتاب بھی اگر ایمان لے آئیں تو یہ ان کے لیے بہت بہتر ہے۔ لیکن ان میں سے ایمان لانے والے کم ہیں اور ان کی اکثریت فاسق ہیں۔ یہ لوگ اہل ایمان کو معمولی سی تکلیف دینے کے علاوہ ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر لڑائی کریں گے تو میدانِ جنگ سے بھاگ نکلیں گے۔ کوئی ان کی مدد کرنے کے لیے نہ آئے گا۔ ذلت ان کا مقدر ہے صرف اللہ تعالیٰ یا لوگوں کا سہارا لے کر یہ اپنی گزر بسر کریں گے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب سے دوچار ہیں۔ مفلسی ان کے چہروں سے عیاں ہے۔ کیوں کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار اور انبیائے کرام کو قتل کرتے تھے۔ ان کی نافرمانی اور سرکشی حد سے بڑھ گئی تھی۔ لیکن ان میں سے ایک گروہ اچھے کردار کا مالک بھی ہے۔ وہ دن رات اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ان کا ایمان ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ بھلائی کے کاموں میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔ یہ صالحین کا گروہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو متقین کا خوب علم ہے وہ کسی کے نیک کاموں کو ضائع نہیں کرتا۔ لیکن کافروں کے لیے ان کا مال واولاد فائدہ مند نہیں ہوگا۔ وہ خرچ کر کے اپنے مال کو اس طرح ضائع کرتے ہیں جیسے یخ بستہ ہوائیں ظالم قوم کی فصل کو تباہ وبرباد کردیتی ہیں۔

اہل ایمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے بھائی بندوں کے علاوہ کسی کو بھی اپنا راز دار نہ بنائیں۔ کیوں کہ دوسرے لوگ تمھیں نقصان

پہنچانے میں کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔تمہارے خلاف بغض وحسد ان کے چہروں سے ٹپکتا ہے اور ان کے دلوں میں جو کدورت بھری ہوئی ہے اس کا اندازہ کرنا ناممکن ہے۔انھیں جب تم پر غصہ آتا ہے تو بے بسی سے وہ اپنی انگلیاں اپنے دانتوں سے کاٹ کھاتے ہیں۔تمھیں خوش دیکھ کر انھیں دکھ ہوتا ہے اور مصیبت زدہ دیکھ کر بغلیں بجاتے ہیں۔تم صبر اور تقویٰ اختیار کر کے ان کی بری تدبیروں سے محفوظ رہ سکتے ہو۔اللہ تعالیٰ ان کا خوب گھیراؤ کرنے والا ہے۔

اہل ایمان کو جنگ بدر اور جنگ احد کے واقعات کی یاد دہانی کراتے ہوئے اللہ تعالیٰ انھیں بتاتا ہے کہ تم ان دونوں لڑائیوں میں میری مدد کا نظارہ کر چکے ہو۔اگر تم چاہتے ہو کہ میری مدد ہمیشہ تمہارے شامل حال رہے تو پھر صبر اور تقویٰ اختیار کرو۔اس لیے ضروری ہے کہ تم سود خوری سے بچو،اللہ ربّ العزت اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔نیز اس سے مغفرت اور جنت حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی پوری پوری کوشش کرو۔تم سے پہلے بہت ساری امتیں گزر چکی ہیں ان میں سے جن لوگوں نے میری آیات کو جھٹلایا انھیں میں نے نشانِ عبرت بنا دیا۔تم زمین پر چل پھر کر ان کے حالات سے واقفیت حاصل کر سکتے ہو۔کمزوری نہ دکھانا چھوڑ دو کسی مصیبت پر غم زدہ ہونے کی ضرورت نہیں اگر تمہارا ایمان پختہ ہے تو سرفرازی تمہیں ہی نصیب ہوگی۔

محمد ﷺ کی عدم موجودگی سے تمہارے ایمان میں کوئی خلل نہیں آنا چاہیے۔اللہ ربّ العزت اہل ایمان کی حوصلہ افزائی کے لیے سابقہ انبیائے کرام اور ان پر ایمان لانے والوں کی لڑائیوں کا ذکر بھی فرماتا ہے کہ انھوں نے میرے راستے میں لڑتے ہوئے نہ تو کمزوری دکھائی اور نہ ہی عاجزی کا اظہار کیا اور کس طرح ان کی عزت افزائی کی گئی۔

جنگ احد میں چند مسلمانوں کی غلطی سے لشکر اسلام اور نبی اکرمؐ کو جن حالات سے دوچار ہونا پڑا اس کی غرض وغایت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔اہل ایمان اور نبی اکرم ﷺ کو غزوۂ احد کے بعد ایک ایسا لائحہ عمل دیا جس میں ہر ایک کی دلجوئی کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا۔اور انھیں اس بات سے آگاہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی کہ موت وحیات دونوں اللہ ربّ العزت کے قبضہ قدرت میں ہیں۔وہ لوگ جو اللہ ربّ العزت کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے شہادت پاتے ہیں انھیں مردہ سمجھنا قطعاً مناسب نہیں۔بلکہ وہ اللہ ربّ العزت کے ہاں ایک قابل رشک زندگی گزارتے ہیں۔اس زندگی کی چند خصوصیات بھی ذکر فرمائی گئی ہیں۔نیز اہل کتاب کے موت سے بچ جانے کے فلسفے کی پرزور مذمت بیان فرمائی ہے،ان پر یہ واضح فرما دیا ہے کہ موت سے بچنے کے لیے جس قدر احتیاطی تدابیر تم اختیار کرنا چاہتے ہو کر لو موت سے بھاگ نہ سکو گے۔

لڑائی کے ذریعے حاصل ہونے والا مالِ غنیمت مجاہدین کے پاس امانت ہوتا ہے۔اس میں خیانت کرنا غلول کہلاتا ہے۔کوئی بھی نبی ایسا نہیں کر سکتا بلکہ اگر عام مجاہد بھی ایسا کرے گا تو قیامت کے دن وہ انسان اس مال کو اپنے ساتھ لائے گا اور پوری انسانیت کے سامنے اس کی جو رسوائی ہوگی اس کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔اس لیے اس سے اجتناب نہایت ضروری ہے۔

آخر میں ایک بار پھر اللہ ربّ العزت نے اپنی محکم نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے جیسے زمین وآسمان کی تخلیق،دن رات کا آنا جانا۔ان آیات سے وہی لوگ مستفید ہوتے ہیں جو ان آیات میں غور وفکر کرتے ہیں اور ان پر اپنے رب کی ہیبت طاری ہوجاتی ہے۔وہ ہر وقت اسی کی یاد میں مصروف رہتے ہیں۔انبیائے کرام اور ان کا وارث بننے والے اہل علم کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں۔اللہ ربّ العزت بھی ان لوگوں کے اعمال کو ضائع نہیں فرماتا اور انھیں بہترین اجر وثواب سے نوازتا ہے اور جو لوگ ایسا نہیں کرتے وہ دنیا میں تو تھوڑا بہت فائدہ حاصل کر سکتے ہیں لیکن آخرت میں ان کے لیے صرف اور صرف جہنم ہی ٹھکانہ ہوگا۔

اہل کتاب کے وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ اور ان پر نازل ہونے والی کتاب پر ایمان لائیں گے۔انھیں بھی بہت اچھے اجر وثواب کی خوش خبری سنائی گئی ہے اور ساتھ ہی باقی اہل کتاب سے محتاط رہنے کی ہدایت دی گئی ہے۔نیز احتیاطی تدابیر بھی بتائی گئی ہیں۔جن میں صبر،تقویٰ اور جنگی تیاری کو خاص اہمیت حاصل ہے تاکہ اہل ایمان اہل کتاب کے مکر وفریب اور دیگر ہتھکنڈوں سے محفوظ رہ سکیں۔واللہ اعلم بالصواب



دین میں حدیث نبوی کا مقام اور اس کی حفاظت کا معجزانہ انتظام

ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر حفظہ اللہ، اسلام آباد

حق و باطل میں التباس نہیں ہے:

الوہیت، ربوبیت اور ہر نوع کی عبادت میں اللہ تعالیٰ وحدہٗ لا شریک ہے۔ پورے قرآنِ کریم میں کوئی ایک مقام بھی ایسا نہیں ملتا، جہاں نبی ﷺ کی اللہ کے ساتھ عبادت میں شرکت کا ادنیٰ سا شبہ بھی پڑتا ہو، تو اگر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اتباع فرض اور واجب نہیں ہے اور آپ ﷺ کی حدیث و سنت ہمیشہ کے لیے حجت اور دلیل نہیں ہے، تو ان بے شمار واضح اور صریح آیات اور ان میں مذکور اطاعت رسول ﷺ کے بار بار اصرار و تکرار حکم سے اللہ تعالیٰ اپنے بندون کی کیا راہنمائی فرمانا چاہتا ہے؟

قرآنِ کریم تو اللہ نے نازل ہی اس مقصد کے لیے فرمایا ہے کہ وہ اس کے ذریعے لوگوں کو کفر و ضلالت کے اندھیروں سے نکال کر نورِ ہدایت سے نوازنا چاہتا ہے اور اپنے رسول ﷺ کے ذریعے ان پر جادۂ حق واضح کرنا چاہتا ہے، جو اس نے کر دیا ہے۔ اس میں حق و باطل کے التباس اور شکوک و شبہات پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور قرآنِ کریم کو رسول اللہ ﷺ سے الگ کر کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے:

﴿ الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ لا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴾ [ابراهيم:١]

''یہ ایک کتاب ہے، جسے ہم نے تیری طرف اس لیے نازل کیا ہے کہ تو لوگوں کو ان کے ربّ کے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے، غالب و قابل تعریف ذات کے راستے کی طرف۔''

لہٰذا بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ اطاعت رسول سے فرار قرآن سے فرار ہے۔ حدیث و سنت کی حجیت اور اس کے دوام و ثبات اور استمرار سے انکار قرآنِ حکیم کے معجزۂ خالدہ ہونے کے انکار کے مترادف ہے۔

﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴾

''کیا یہ لوگ قرآن پر غور و فکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔'' [محمد:٢٤]

نبی ﷺ کی شخصیت اور منصب رسالت پر ایمان لازم و ملزوم ہیں:

صفاتِ باری تعالیٰ پر ایمان کے بغیر اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان کی معتزلہ، جہمیہ اور فلاسفہ کے میزان منطق و فلسفہ میں تو کوئی حیثیت ہو سکتی ہے، مگر وحی الٰہی کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے ہاں میزان عدل میں اس نوعیت کے خود ساختہ ایمان کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ زبانی دعویٰ ایمان کو اللہ کے ہاں قبولیت حاصل نہیں ہوتی، فرمایا:

﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ مَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴾ [البقرة:٨]

''اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان لے آئے ہیں، حالاں کہ وہ مومن نہیں ہیں۔''

بالکل ایسے ہی خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی پر ایمان آپ ﷺ کے منصب نبوت و رسالت اور اس کے تقاضوں پر ایمان کے بغیر دین و شریعت کے نقطہ نظر سے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اس قسم کے دعویٰ ایمان سے منکرین حدیث و سنت کے شوقِ آوارگی، شریعت کی حدود و قیود سے آزادی اور آزاد خیال مغربی ثقافت کے دل دادہ مسلمانوں کے ایک خاص طبقے میں مقبولیت کے جذبہ کی تسکین تو ہو سکتی ہے، مگر اللہ ربّ العزت کے ہاں میزانِ عدل میں اس

سے ایمان بالرسل کے تقاضے قطعاً پورے نہیں ہوسکتے۔ اس کے لیے تو آپ ﷺ کے مقام نبوت اور منصب رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے اور آپ ﷺ کا یہ مقام ومنصب تا قیام قیامت قائم ودائم ہے۔ دوام حدیث وسنت کا یہی معنی ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ کی شخصیت اور آپ ﷺ کا مقام ومنصب:

اعلانِ نبوت سے آج تک امت مسلمہ میں متفق علیہ رہے ہیں۔ آپ ﷺ کی حدیث وسنت بھی بالاتفاق حجت تسلیم کی جاتی رہی ہے۔ اس بارے میں مسلمانوں میں کبھی دو رائے نہیں رہیں، اگر کہیں کوئی اختلاف نظر آئے گا تو اس کی بنیاد درآمدی افکار پر ہوگی۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کو متنازعہ فیہ قرار دینے کے لیے یہود ونصاریٰ بعثت نبوی سے ہی مسلسل سعی لاحاصل میں مشغول ہیں۔ عہد اول میں منافقین نے اور پھر منکرین حدیث اور ان کے ہم نوا نام نہاد اہل علم نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اس یہودی فکر کو مسلمانوں میں رواج دینے کے لیے بڑی فدویانہ کوششیں کی ہیں۔ مگر ان کی ان ایمان سوز مساعی رذیلہ کی یہود ونصاریٰ کے ہاں ہی کوئی قدر وقیمت ہو تو ہو، مسلمانوں نے اسے کبھی تسلیم نہیں کیا۔

جیسے آپ ﷺ کی ذات گرامی مسلمہ شخصیت ہے، ویسے ہی آپ ﷺ کا مقام ومنصب۔ نبوت ورسالت اور آپ ﷺ کی حدیث وسنت بالاتفاق دین وشریعت کا جزو لاینفک ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ نبی اور رسول بھی ہیں، شارح اور مفسر بھی ہیں، تشریع وتقنین کا حق بھی اللہ نے انھیں عطا فرمایا ہے۔ اس لیے وہ مطاع اور متبوع بھی ہیں، حاکم اور قاضی بھی، بشیر ونذیر اور سراج منیر بھی ہیں۔ اہل ایمان کے لیے اسوۂ حسنہ بھی اور پوری انسانیت کے لیے اللہ کی طرف سے رحمۃ للعالمین بھی، اور آپ ﷺ کے ان تمام مقامات ومراتب کے لیے قرآنِ حکیم حجت قاطع اور برہان ساطع ہے۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے، آپ ﷺ کے حقیقی تعارف کے لیے قرآنِ کریم اور کتب حدیث کے ابواب مناقب، ابواب معجزات اور دلائل نبوت کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔ علاوہ ازیں کتب سیرت نبویہ کے مطالعے سے آپ ﷺ کی شخصیت اور منصب کے خدوخال نمایاں ہوتے ہیں۔ مستشرقین اور منکرین حدیث کی الجھی ہوئی تحریریں شکوک وشبہات کو جنم دیتی ہیں۔ ان کی بجائے مخلص اہل علم وعرفان اور اصحاب یقین وایمان کی روشن تصنیفات کا مطالعہ دلوں کو جلا اور دماغوں کو ضیا بخشنے کے کام آتا ہے۔ عربی زبان پر دسترس نہ ہو، تو اس نیرّ تاباں کے ذکر جمیل سے اردو کا دامن بھی مالا مال ہے۔

سید سلیمان ندوی کی ''سیرت النبی'' اور ''خطبات مدارس''، قاضی سلیمان منصور پوری کی ''رحمۃ للعالمین''، مولانا مناظر احسن گیلانی کی ''النبی الخاتم'' اور مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری کی ''الرحیق المختوم'' تو ہر لائبریری کی زینت اور ہر جگہ دستیاب ہیں۔ محترم ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ کی کتاب ''نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم'' بھی مقام نبوت ورسالت سمجھنے کے لیے ایک وقیع علمی دستاویز اور فکر محدثین کی ترجمان تالیف ہے، جس کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔

اسوۂ حسنہ پر ایمان بھی حجیت حدیث وسنت پر ایمان کو مستلزم ہے:

اللہ ربّ العزت نے اپنے حبیب محمد رسول اللہ ﷺ کو امت کے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا۔ آپ ﷺ کی ذات پاک اور حیات طیبہ کو انسانی عزت وعظمت اور شرف ووقار اور حیاتِ اسلامی کی مکمل ہیئت کا معیار بنایا۔ گویا جو شخص آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو بہترین نمونہ سمجھ کر اس میں اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش نہیں کرتا، اس کی اللہ کے دربار میں رسائی نہیں ہوسکتی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴾

''یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ زندگی ہے۔ ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے۔'' [الاحزاب:۲۱]

آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کو عملی نمونہ سمجھ کر اس کی پیروی کو اللہ نے اپنی محبت کی شرط قرار دیا، فرمایا:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴾ [آلِ عمران:۳۱]

''کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو، تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔''

ان دلائل کے پیش نظر امت اسلامیہ کے تمام ائمہ وفقہاء نے بالا جماع حدیث وسنت کے بارے میں دائمی حجت اور دلیل کا عقیدہ ہی اپنائے رکھا۔ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ ہدیٰ سب نے اطاعت رسول کو اطاعت الٰہی قرار دیا۔ ان میں سے کسی نے بھی اپنی فقہ اور اپنے فتویٰ واجتہاد کو حجت یا وحی کی طرح نہیں سمجھا اور اسے معصوم عن الخطاء نہیں کہا۔ اپنے کسی ایسے قول پر کبھی اصرار نہیں کیا جس کے بارے میں انھیں پتا چل گیا کہ وہ خلاف سنت ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے تو یہاں تک منقول ہے:

" یوشك ان تنزل علیكم حجارة من السماء أقول لكم قال رسول الله وتقولون قال ابوبكر وعمر رضی الله عنهما ۔"

''قریب ہے کہ تم پر آسمان سے سنگ باری ہو، میں کہتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کہتے ہو ابوبکر اور عمر نے یوں کہا ہے۔''

جس کا مطلب واضح ہے کہ اسوۂ حسنہ صرف رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ حجت صرف آپ ﷺ ہی کے افعال واقوال اور تقریرات ہیں۔ نہ ان سے صرف نظر کی کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی ان کے ہم پلہ کسی کو مقام حاصل ہے۔ خواہ وہ ''خلافت علی منہاج النبوۃ'' کا امین اور ''ترجمان خلیفۃ المسلمین'' اور ''امیر المومنین'' کیوں نہ ہو۔ اسی نوعیت اور مفہوم کے متعدد اقوال ائمہ اربعہ اور دیگر فقہاء امت سے بھی ماثور ہیں جو اجماع امت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ خلافت اسلامیہ کے ادارے اور خلیفۃ المسلمین سے بہتر مرکز ملت کی کیا علامت ہوسکتی ہے۔ ایسے ہی امت کے دین وشریعت کے احکام ومسائل کے بارے میں اجتماعی فہم وشعور کی ترجمانی اجماع سے بڑھ کر کس طریقے سے ہوسکتی ہے۔ اسوۂ حسنہ، اطاعت رسول، حجیت سنت اور ''دوام حدیث'' پر ایمان اور عمل خلفائے راشدین کی سنت اور متفق علیہ طرز عمل ہے اور پوری امت کے اہل علم کا اس پر اجماع ہے۔ لہٰذا مرکز ملت اور اجتماعی شعور کے علم بردار اہل قرآن کو بھی اسے قبول کر لینا چاہیے۔ بصورتِ دیگر قرآنِ کریم کی درج ذیل آیت کریمہ پر توجہ کی ضرورت ہے، فرمایا:

﴿ وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ﴾ [النساء: ۱۱۵]

''اور جو شخص ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مومنوں کی راہ کے علاوہ کسی راستے پر چلے، جدھر وہ جاتا ہے ہم اسے ادھر ہی پھیر دیں گے اور اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔''

اور امت کا یہ اجماع عصر صحابہ سے تا حال قائم ہے۔ تاریخ اسلام کے کسی دور میں بھی اس کی مخالفت نہیں کی گئی۔

ختم نبوت، عموم رسالت اور ''دوام حدیث'':

سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت انسانی تاریخ کے اس عہد میں ہوئی جب انسانیت اپنی حرماں نصیبی کی آخری حدود کو چھو رہی تھی جو دین، اخلاق وآداب، تہذیب وشرافت اور انسانی اقدار کا بدترین عہد زوال تھا۔ تمام سابقہ آسمانی شریعتیں دست برد زمانہ کا شکار ہو کر ضائع ہوچکی تھیں۔ ضمیر فروش اور دین فروش مذہبی راہنماؤں، احبار ورہبان (علماء ومشائخ) نے انھیں قربِ الٰہی کے حصول کی بجائے اپنی شکم پروری کا ذریعہ بنا لیا تھا۔ ان شریعتوں کے اصل نشانات مٹ چکے تھے۔ آسمانی کتابوں اور ان کی تعلیمات وہدایات میں تحریف ہوچکی تھی۔ ان کی روشن کرنیں مدھم پڑ چکی تھی۔ انسانی معاشروں میں عملاً ان کے آثار نہ ہونے کے برابر تھے۔ حتی کہ ان کے حقیقی خدوخال تک رسائی بھی ناممکن ہوچکی تھی۔ ان حالات میں رسولِ اکرم ﷺ کی شخصیت کی صورت میں جو آفتاب وماہتاب فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا غارِ حرا سے نورِ نبوت ورسالت کی جو کرنیں پھوٹیں اور وحی الٰہی کے نزول کا آغاز ہوا وہ دراصل اسی دعوتِ توحید کا تسلسل تھا جس کے دعوت دینے کے لیے سابقہ تمام انبیاء ورسول اللہ کی طرف سے تشریف لائے تھے اور یہ سابقہ شریعتوں کی

تجدید وتکمیل تھی جس کے بارے میں اللہ نے ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَآ اَدْرِىْ مَا يُفْعَلُ بِىْ وَ لَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَىَّ وَ مَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴾ [الاحقاف:۹]

''کہہ دیجیے! میں رسولوں میں سے کوئی نئے انداز کا رسول تو نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے اور میں تو صرف واضح طور پر ڈرانے والا ہوں۔''

﴿ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِىْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴾ [الاحقاف:۳۰]

''وہ (جن) کہنے لگے اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے، اپنے سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے۔ سچے دین اور صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔''

آپ ﷺ رحمت للعالمین تھے۔ آپ کی نبوت ورسالت پوری انسانیت کے لیے تھی اور ہمیشہ کے لیے تھی، فرمایا:

﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴾ [الانبیاء:۱۰۷]

''اور ہم نے تو آپ ﷺ کو تمام اہل جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

﴿ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ [سبا:۲۸]

''اور ہم نے تجھے تمام لوگوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو جانتے ہی نہیں۔''

﴿ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا نِ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ وَ يُمِيْتُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴾

[الاعراف:۱۵۸]

''کہہ دیجیے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، جس کے لیے آسمان اور زمین کی بادشاہی ہے، معبود برحق صرف وہی ہے، وہی زندگی اور موت عطا کرتا ہے، تو اللہ پر ایمان آؤ اور اس کے رسول نبی امی پر بھی، جو اللہ اور اس کے فرامین پر یقین رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرلو تا کہ ہدایت پالو۔''

درج ذیل حدیث نبوی ان آیات کی تفسیر ہے:

عن جابر بن عبد الله الانصاری رضی الله عنهما قال قال النبی ﷺ كان النبی يبعث الی قومه خاصة وبعثت الی الناس عامة ۔

[اخرجه البخاری فی التيمم، برقم:۳۳۵]

''ہر نبی کو اس کی قوم کی طرف خاص کر مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

صحیح مسلم کے الفاظ یوں ہیں:

بعثت الی كل احمر واسود ۔ [المساجد، برقم:۵۲۱]

''اور مجھے ہر سرخ اور کالے کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔''

صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت یوں ہے:

ارسلت الی الخلق كافة وختم بی النبيون ۔

[مسلم: ۵۲۳ عن ابی هريرة]

''مجھے پوری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہے اور سلسلہ نبوت مجھ پر ختم کر دیا گیا ہے۔''

① ...... محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ایک طرف دین کی تکمیل فرمائی اور نعمت کو کمال وتمام تک پہنچایا:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ ﴾ [المائدۃ:۳]

''میں نے آج کے دن تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کی۔''

②......سابقہ شریعتوں اور کتابوں میں جو تحریف اور تبدیلی ہو چکی تھی، اس کی اصلاح فرمائی، فرمایا:

﴿ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَیْمِنًا عَلَیْهِ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ﴾

[المائدة:٤٨]

''اور ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے، اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور ان پر نگران ہے۔ تو ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کرنا جو اللہ نے نازل کیا ہے۔ تیرے پاس جو حق آیا ہے اس کے بجائے ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرنا۔''

﴿ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ﴾

[الاعراف:١٥٧]

''اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لیے حلال کرتا ہے اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتا اور ان کے بوجھ اور طوق اتارتا ہے۔''

③......آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی کو سلسلہ نبوت و رسالت کی آخری کڑی اور اس قصر رفیع کی آخری اینٹ قرار دے کر اس سلسلہ کو ختم فرمایا۔ آپ ﷺ کو خاتم الانبیاء اور آپ ﷺ کی امت کو آخر الامم کے شرف سے سرفراز فرمایا:

﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ﴾ [الاحزاب:٤٠]

''محمد ﷺ تم سے کسی کے باپ نہیں ہیں اور لیکن اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔''

وعن ابی هريرة رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال مثلی ومثل الانبياء من قبلی كمثل رجل بنى بنيانا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاوية من زواياه فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبين ۔

[متفق عليه، بخاری: ٣٥٣٥۔ مسلم: ٢٢٨٦]

''ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسے ہے جیسے کسی شخص نے ایک عمارت بنائی، اس کے حسن و جمال کا پورا اہتمام کیا مگر اس کے کونوں میں سے کسی ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس عمارت کا چکر لگاتے، اس کے لیے خوشی کا اظہار کرتے اور کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔''

اس آیت اور اس حدیث سے واضح ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت سلسلہ نبوت و رسالت کی تکمیل ہے۔ [جاری ہے]



محدثین کا جامع تصورِ دین

صحاح ستہ کے تراجم ابواب کی روشنی میں

مولانا محمد جرجیس کریمی

اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے۔ جب یہ بات کہی جاتی ہے تو بعض لوگ اس کو اسلام کی سیاسی تعبیر قرار دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اسلام کو ایک نظام کی حیثیت سے پیش کرنا درست نہیں ہے۔ اس سے اس کی روحانیت مجروح ہوگی اور دین محض اقتدار اور کرسی کے حصول کا اکھاڑہ بن کر رہ جائے گا۔ بظاہر یہ بات درست معلوم ہوتی ہے، لیکن اگر گہرائی سے اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کیا جائے تو اسلام کے ایک مکمل نظامِ حیات ہونے سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ کیوں کہ اسلام نے انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں راہ نمائی فراہم کی ہے۔ اس بارے میں قرآن وحدیث میں بہت سے دلائل ہیں اور علماء نے اس پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ فی الحال ان سے بحث نہیں ہے۔ یہاں محدثین کرام کی کتابوں کے صرف تراجم ابواب کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جارہا ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ اسلام کے ایک مکمل نظامِ حیات ہونے کا تصور تمام محدثین کے یہاں موجود رہا ہے۔ اسی بنیاد پر انھوں نے اپنی معرکہ آرا کتب احادیث مرتب فرمائی ہیں۔

تمام کتب احادیث کا تجزیاتی مطالعہ طوالت کا باعث ہوگا، اس لیے یہاں صرف مشہور ومتداول کتب احادیث ''صحاح ستہ'' کا مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔ صحاح ستہ میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ شامل ہیں۔ ان کتب کے تراجم ابواب کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مرتبین نے اسلام کو ایک مکمل نظامِ حیات ہی کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ ان میں کتاب الایمان سے لے کر کتاب الآداب تک انسانی زندگی میں پیش آنے والے انفرادی، اجتماعی، دینی اور دنیوی سارے موضوعات شامل ہیں، یا ان میں سے اکثر کا احاطہ ہوگیا ہے۔

شعبہ ہائے زندگی:

زندگی کے مختلف شعبہ جات کو الگ الگ عنوانات میں تقسیم کیا جائے تو عام طور پر ان کی تقسیم اس طرح ہوگی: عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت (نکاح، طلاق، وراثت)، سیاست وحکومت، صلح وجنگ، صحت ومرض، قانون، تاریخ وسیرت اور اخلاق وآداب۔ یہ شعبہ ہائے زندگی کی بہت مجمل ومختصر تقسیم ہے۔ محدثین کے یہاں یہ تقسیم کافی وسیع ہے۔ انھوں نے زندگی کے ایسے شعبے بھی دریافت کیے ہیں اور اس بارے میں ہدایات نبوی ﷺ جمع کی ہیں جن کی طرف عام طور پر لوگوں کے ذہن منتقل نہیں ہوتے۔

اس سے ان کی باریک بینی اور حقائق زندگی سے انتہائی درجہ واقفیت کے ساتھ اسلامی تعلیمات کی ہمہ گیری کا بھی پتا چلتا ہے، جیسے کتاب التعبیر، کتاب التمنی وغیرہ ہے۔ اگر چہ یہ انفرادی معاملات ہیں، مگر ان کا تعلق انسانی زندگی سے بہر حال ہے۔ یعنی آدمی کو جو خواب نظر آتے ہیں ان کا کیا حکم ہے اور ان کی تعبیر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اسی طرح انسان کے دل ودماغ میں مختلف تمنائیں اور آرزوئیں پرورش پاتی ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟ اس بارے میں شریعت کی کیا راہ نمائی ہے؟ وغیرہ، محدثین نے اس طرح کے اور بھی بہت سے نفسیاتی پہلوؤں پر

تراجم ابواب قائم کیے ہیں۔

کتب ستہ کے تراجم ابواب پر ایک نظر:

کتب ستہ کے محدثین نے اپنی کتاب میں جو تراجم ابواب قائم کیے ہیں ان کی تفصیلی فہرست نقل کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔ پہلے ان کی اجمالی فہرست درج کی جارہی ہے، پھران کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔ صحیح بخاری کی فہرست کتب یہ ہے:

۱۔کتاب بدءالوحی   وحی کا آغاز کیسے ہوا؟

۲۔کتاب الایمان   ایمان سے متعلق مباحث

۳۔کتاب العلم   شرعی احکام کا علم

۴۔کتاب الوضوء   صفائی ستھرائی کی بحث

۵۔کتاب الغسل   پاکی حاصل کرنے کی بحث

۶۔کتاب الحیض   عورتوں کے مخصوص مسائل سے متعلق

۷۔کتاب التیمم   پانی نہ ہونے کی صورت میں پاکی حاصل کرنا

۸۔کتاب الصلوٰۃ   نماز کی بحث

۹۔ابواب سترۃ المصلی نماز ادا کرنے کے ابتدائی آداب

۱۰۔کتاب مواقیت الصلوٰۃ نمازوں کے اوقات کی بحث

۱۱۔کتاب الاذان   اذان سے متعلق بحث

۱۲۔کتاب الجمعۃ   جمعہ کے بارے میں احکام

۱۳۔ابواب صلاۃ الخوف   حالت جنگ میں پڑھی جانے والی نماز

۱۴۔کتاب العیدین   عیدین کی نماز کی بحث

۱۵۔ابواب الوتر   نماز وتر کے احکام

۱۶۔ابواب الاستسقاء   قحط سالی میں بارش کے لیے نماز

۱۷۔ابواب الکسوف   سورج اور چاند گرہن کے موقع پر نماز

۱۸۔ابواب سجود القرآن   سجدۂ تلاوت کے بیان میں

۱۹۔ابواب تقصیر الصلوٰۃ   سفر میں قصر نماز کے احکام

۲۰۔کتاب التہجد   تہجد کی نماز کے بارے میں

۲۱۔ابواب التطوع   نوافل سے متعلق بحث

۲۲۔کتاب فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکہ والمدینۃ

مکہ اور مدینہ میں نماز کے فضائل

۲۳۔ابواب العمل فی الصلوٰۃ   نماز میں کون سے اعمال انجام دیے جاسکتے ہیں؟

۲۴۔کتاب السہو   سجدۂ سہو کے بیان میں

۲۵۔کتاب الجنائز   جنازے کے احکام

۲۶۔کتاب الزکاۃ   زکوٰۃ کے احکام

۲۷۔ابواب صدقۃ الفطر   صدقۃ الفطر کی بحث

۲۸۔کتاب الحج   مناسک حج کے احکام

۲۹۔ابواب العمرۃ   عمرہ سے متعلق بحث

۳۰۔ابواب المحصر   حج وعمرہ کی راہ میں رکاوٹوں سے متعلق بحث

۳۱۔کتاب جزاء الصید   حج میں شکار کرنے کا کفارہ

۳۲۔کتاب فضائل المدینۃ   مدینہ کے فضائل

۳۳۔کتاب الصوم   روزہ کے احکام

۳۴۔کتاب صلاۃ التراویح   تراویح سے متعلق بحث

۳۵۔کتاب فضل لیلۃ القدر   شب قدر کی فضیلت

۳۶۔ابواب الاعتکاف   اعتکاف کے احکام

۳۷۔کتاب البیوع   کاروبار سے متعلق احکام

۳۸۔کتاب السلم   تجارت کی ایک قسم

۳۹۔کتاب الشفعۃ   تجارت میں ہمسائیگی کا لحاظ کرنے کے بارے میں

۴۰۔کتاب الاجارۃ   اجرت سے متعلق ضوابط

۴۱۔کتاب الحوالات   کوئی معاملہ دوسرے کے حوالے کرنا

۴۲۔کتاب الکفالۃ   کسی کی کفالت کرنا

۴۳۔کتاب الوکالۃ   کاروباری معاملات میں وکالت کرنا

۴۴۔کتاب الحرث والمزارعۃ   کھیتی باڑی کے معاملات

۴۵۔کتاب المساقاۃ کھیتوں کی سینچائی کے معاملات
۴۶۔کتاب فی الاستقراض واداء الدیون والحجر والتفلیس
قرض لینا اور اس کی ادائیگی کے معاملات
۴۷۔کتاب الخصومات معاملات میں اختلاف وخصومات کا حل
۴۸۔کتاب اللقطۃ لاوارث شے کے بارے میں
۴۹۔کتاب المظالم معاملات میں ظلم وغصب کے بارے میں
۵۰۔کتاب الشرکۃ شراکت ومضاربت
۵۱۔کتاب الرہن گروی کے احکام
۵۲۔کتاب العتق غلام آزاد کرنے سے متعلق بحث
۵۳۔کتاب المکاتب غلام سے عہد وپیمان کرنے سے متعلق بحث
۵۴۔کتاب الہبۃ وفضلہا والتحریض علیہا ہبہ کے احکام
۵۵۔کتاب الشہادات معاملات میں گواہیوں سے متعلق بحث
۵۶۔کتاب الصلح آپس میں صلح کرنا
۵۷۔کتاب الشروط معاملات میں شرائط طے کرنا
۵۸۔کتاب الوصایا میراث میں وصیت کرنا
۵۹۔کتاب الجہاد والسیر جہاد کے فضائل، احکام، شروط وغیرہ
۶۰۔کتاب فرض الخمس مالِ غنیمت تقسیم کرنے سے متعلق بحث
۶۱۔کتاب الجزیۃ والموادعۃ جزیہ کے احکام
۶۲۔کتاب بدء الخلق کائنات سے متعلق بنیادی عقائد
۶۳۔کتاب احادیث الانبیاء انبیاء ورسل کی سیرت
۶۴۔کتاب المناقب اصحابِ رسول میں فرق مراتب کی بحث
۶۶۔کتاب مناقب الانصار انصار کے مناقب
۶۷۔کتاب المغازی عہد نبوی میں پیش آمدہ جنگوں کی تفصیلات
۶۸۔کتاب التفسیر قرآن کی سورتوں اور آیتوں سے متعلق تفسیر وتشریح
۶۹۔کتاب فضائل القرآن قرآن کی سورتوں کے الگ الگ فضائل
۷۰۔کتاب النکاح شادی بیاہ کے احکام

۷۱۔کتاب الطلاق طلاق کے احکام
۷۲۔کتاب النفقات بیوی بچوں کے نان ونفقہ سے متعلق بحث
۷۳۔کتاب الاطعمۃ کھانے کے احکام
۷۴۔کتاب العقیقۃ نومولود کی پیدائش پر جانور ذبح کرنا
۷۵۔کتاب الذبائح والصید جانور ذبح کرنے اور جانور شکار کرنے کے بارے میں
۷۶۔کتاب الاضاحی قربانی کے احکام
۷۷۔کتاب الاشربۃ پینے سے متعلق احکام
۷۸۔کتاب المرضیٰ بیماروں کے احکام
۷۹۔کتاب الطب علاج کے احکام
۸۰۔کتاب اللباس لباس کے احکام
۸۱۔کتاب الادب انفرادی آداب کی بحث

جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ کچھ ایمان دار لوگ سواری نہ ہونے کی بنا پر میرے ساتھ جنگ میں شامل نہ ہو سکنے پر پریشان ہو جائیں گے تو میں اللہ کی راہ میں کسی بھی جنگ سے پیچھے نہ رہتا۔

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں۔''

[بخاری: ۲۷۹۷۔ مسلم: ۳/ ۱۴۹۷]

۸۲۔ کتاب الاستئذان — دوسرے کے گھر میں داخلہ کے لیے اجازت لینا

۸۳۔ کتاب الدعوات — دعاؤں کی بحث

۸۴۔ کتاب الرقاق — آخرت کو ترجیح دینے کی بحث

۸۵۔ کتاب القدر — تقدیر کی بحث

۸۶۔ کتاب الایمان والنذور قسم اور نذر کے بارے میں

۸۷۔ کتاب کفارات والایمان قسم توڑنے کے کفارہ کے بارے میں

۸۸۔ کتاب الفرائض — وراثت سے متعلق بحث

۸۹۔ کتاب الحدود — وہ جرائم جن پر شرعی حدود قائم کیے جاتے ہیں

۹۰۔ کتاب المحاربین من اہل الکفر والردۃ مرتد کے احکام

۹۱۔ کتاب الدیات — وہ جرائم جن کی سزا سے مال دے کر بچا جاتا ہے

۹۲۔ کتاب استتابۃ المرتدین المعاندین وقتالہم

مرتد کو توبہ واستغفار کی مہلت کی بحث

۹۳۔ کتاب الاکراہ — مجبور کر کے کوئی جرم کرانے کی بحث

۹۴۔ کتاب الحیل — احکام کی انجام دہی میں حیلہ سازی کی حیثیت

۹۵۔ کتاب التعبیر — خوابوں کی تعبیر کی بحث میں

۹۶۔ کتاب الفتن — زمانے کے فتنہ وفساد کے احکام

۹۷۔ کتاب الاحکام — شرعی احکام کی حیثیت سے متعلق بحث

۹۸۔ کتاب التمنی — تمناو آرزو سے متعلق بحث

۹۹۔ کتاب اخبار الاحاد — شخص واحد کی خبر کی حیثیت

۱۰۰۔ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ دین میں کتاب وسنت کی حیثیت

۱۰۱۔ کتاب التوحید — عقائد سے متعلق کلامی مباحث

یہ ترتیب صحیح بخاری کی ہے۔ صحیح مسلم کے ابواب مجموعی طور پر یہی ہیں، مگر ترتیب میں جزوی فرق ہے۔ بعض مباحث کا اضافہ ہے تو بعض مباحث کم ہیں، جیسے صحیح بخاری میں کتاب اللعان، کتاب الامارۃ والقضا، کتاب السلام، کتاب الشعر اور کتاب التوبۃ نہیں ہیں (واضح رہے کہ یہ کمی صرف تبویب میں ہے، فی نفسہ مباحث اس میں موجود ہیں) جب کہ صحیح مسلم میں ان مباحث کا اضافہ ہے۔ اس کے برعکس بعض مباحث صحیح مسلم میں نہیں ہیں، مگر صحیح بخاری میں ہیں۔ سنن ابوداؤد میں مباحث وہی ہیں، مگر چوں کہ اس کا موضوع سنن اور احکام بیان کرنا ہے اس بنا پر اس میں عقائد کے مباحث اور کتاب الایمان جیسے ابواب نہیں ہیں۔ جامع ترمذی کے ابواب تقریباً وہی ہیں جو ابوداؤد کے ہیں۔ ترتیب میں جزوی فرق ہے۔ البتہ اس میں کچھ ابواب سنن ابوداؤد سے زائد ہیں، جیسے کتاب الامثال، کتاب العلل وغیرہ۔

سنن نسائی کے مباحث سابقہ کتب کے مماثل ہیں۔ اس میں جامع ترمذی کے مقابلے میں چند ابواب کا اضافہ ہے۔ جیسے کتاب الامامۃ، کتاب الافتتاح، کتاب التطبیق، کتاب الاحباس وغیرہ۔ سنن ابن ماجہ کے ابواب سنن ابوداؤد کے مماثل ہیں۔ جامع ترمذی وسنن نسائی کے مقابلے میں اس کے ابواب کم ہیں۔ مجموعی طور پر تمام کتب ستہ کے مباحث ملتے جلتے ہیں، مگر جامعیت کے اعتبار سے صحیحین اور ترمذی کو فوقیت حاصل ہے۔ [جاری ہے]

اسلام کی نظر میں عورت کا مقام

عبدالمنتقم شاہین

عربی زبان وادب میں مقولہ مشہور ہے کہ تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِھَا کہ ہر چیز کی پہچان مدمقابل کی وجہ سے ہوتی ہے مثلاً اگر دن نہ ہوتا تو رات کی پہچان نہ ہوسکتی تھی۔ اگر کالے رنگ کے لوگ نہ ہوتے تو گورے رنگ کے لوگوں کو پہچاننے میں دقت محسوس ہوتی۔ لہٰذا عورت کا مقام اسلام کی نظر میں تب تک سمجھا نہیں جاسکتا جب تک دیگر مذاہب وادیان میں اس کا مقام نہ دیکھا جائے۔

عورت کے لغوی معنی:

انسان کے وہ اعضاء جنھیں شرم کی وجہ سے چھپایا جاتا ہے۔ [منجد عربی، ص:۵۳۷] اسی وجہ سے صنف نازک جونوع انسانی کا تقریباً نصف حصہ ہیں۔ ان کے لیے لفظ عورت استعمال کیا جاتا ہے کہ یہ چھپا کر رکھنے کی چیز ہے بازاروں کی زینت کے لیے نہیں۔ اسی لیے قرآن نے کہا:

﴿ وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی ﴾ [الاحزاب:۳۳/۳۳]

''اوراپنے گھروں میں ٹھہری رہواور پہلی جاہلیت کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو۔''

جاہلیت میں مقام:

اسلام سے قبل جاہلیت کے دور میں جب عورت پیدا ہوتی تو اس کی پیدائش کو منحوس قرار دیا جاتا تھا۔ جب بچی پیدا ہوتی تو زندہ درگور کردی جاتی تھی جب جوان ہوتی تو اسے بیچ دیا جاتا تھا اور انسان کی عیش پرستی کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی۔ وراثت سے محروم رہتی تھی، عورت کے قتل پر قصاص نہیں لیا جاتا تھا۔ ان کی حالت مملوک اور لونڈی سے زیادہ نہ تھی، عدت کا زمانہ کتنا کٹھن اور ذلت آمیز اور نا قابل برداشت تھا کہ اسے ایک بے جان مال کی طرح کمرے میں بند کردیا جاتا تھا۔ اسے چھونا برا خیال کیا جاتا تھا گویا وہ انسان ہی نہیں بلکہ کوئی ناپاک جانور ہے۔

[تاریخ اسلام سید سلیمان ندوی]

مشرقی ممالک میں حقوق نسواں اور مردوں کے ساتھ کامل مساوات کے متعلق زور شور سے بحث جاری ہے اور وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام عورت کا دشمن ہے۔ اسلام کی نگاہ میں عورت کا معاشرتی مقام مرد سے پست اور کم تر ہے کہ اسلام میں مرد کو عورت کا حاکم ٹھہرایا گیا ہے، جس وجہ سے وہ زندگی کے ہر میدان میں اپنی بالا دستی قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے یہ بات کہنے اور لکھنے والے یا تو احمق ہیں یا تجاہل عارفانہ اختیار کیے ہوئے ہیں تاکہ وہ اپنے مذموم مقاصد کی راہ کو ہموار کرسکیں۔

اسلام کو بدنام کرنے کا یہ نظریہ بنیادی طور پر یورپ سے امپورٹ کیا گیا ہے کچھ مشرقی لوگ یورپ کی تہذیب کے دل دادہ انگریزوں کی معنوی اولاد اس نظریے کی ترویج اور اشاعت کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے۔ ان کی حیثیت وکیل سے زیادہ نہیں۔ یورپ جو خود کو حقوقِ نسواں کا ٹھیکیدار سمجھتا ہے اس کی اپنی سرزمین قدیم دور سے لے کر موجودہ دور تک کوئی ایسا قانون وضع نہیں کرسکی جو عورت کو اس کا جائز اور صحیح مقام عطا کرسکے، انھیں عزت واحترام دے سکے۔ اگر مغربی معاشرے نے عورتوں کی تعظیم وتکریم کی بھی تو وہ انفرادی اور چند نمایاں عورتوں تک محدود تھی جو مردوں کے لیے عیش وعشرت شباب وکباب اور تفریح کا ذریعہ تھیں۔ تو یہ تعظیم وتکریم بحیثیت انسان نہ تھی بلکہ اس کی بنیاد

خواہش پرستی پر تھی۔

[اقتباس اسلام اور جدید ذہن کے شبہات، ص:۱۸۶ از سید قطب شہید]

عورت مختلف مذاہب اور ادوار میں:

قدیم دور کے اندر مختلف ممالک مختلف فطرتی خصوصیات کے حامل تھے۔ فلسفے کے لحاظ سے یونان، فن مصوری کے لحاظ سے اٹلی، نفاست پسندی کے لحاظ سے ایران، قانون کے لحاظ سے روم، اعلیٰ ترین قانون میں عورتوں کے جو حقوق تھے۔ وہ یہ تھے عورت اور عورت کا مال شادی کے بعد شوہر کا مال ومتاع خیال کیا جاتا تھا۔ عورت کوئی عہدہ نہیں لی سکتی تھی۔ کسی کی ضمانت نہیں دے سکتی تھی۔ اور مرتے وقت وصیت نہیں کر سکتی تھی۔ [ماخوذ الکلام، ص:۱۶۸ از علامہ شبلی نعمانی]

یہودیوں کے ہاں نکاح درحقیقت عورت کا خریدنا تھا اور اس کی قیمت باپ کو ملتی تھی۔ [ایضاً، ص:۱۶۹]

ہندوؤں کے ہاں بھی رومن لاء کی طرح کے قوانین تھے۔

[ایضاً، ص:۱۷۰]

عیسائیوں کے نزدیک عورت کے لیے طلاق صرف ایک شکل تھی کہ زنا ثابت ہو جائے جب کہ یہودی چھوٹی چھوٹی باتوں پر طلاق دینے کے عادی تھے۔

اجتماعی لحاظ سے دوسرے مذاہب میں عورت کا مقام:

① ...... روم کی ایک مذہبی جماعت نے فیصلہ کیا کہ عورتیں بے روح نجس اور ناپاک ہوتی ہیں۔ عورتیں شیطان کا جال ہیں۔

② ...... فرانسیسی قوم کا نظریہ تھا کہ عورت انسان تو ہے لیکن ان کا کام صرف مردوں کی خدمت کرنا ہے۔

③ ...... اسپینی زبان کی کہاوت تھی بری عورتوں سے بچا جائے اور اچھی عورت کا اعتبار نہ کیا جائے۔

④ ...... اٹلی والوں کا نظریہ تھا کہ گھوڑا کیسا ہی کیوں نہ ہو اس کو چابک کی ضرورت ہوتی ہے۔ عورت کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو اس کی پٹائی ضرور کرنی چاہیے۔

⑤ ...... روسی کہتے تھے کہ دس عورتوں میں ایک روح ہوتی ہے۔

⑥ ...... ایک قوم کا خیال تھا کہ عورت، کتا، اخروٹ کے درخت کو جتنا پیٹا جائے اتنا ہی کم ہے۔

⑦ ...... اہل مغرب کے نزدیک عورت شیطان کی خالہ ہے۔

⑧ ...... قدیم یورپیوں کے نزدیک عورت سانپ سے زیادہ خطرناک اور ایسا خوشنما پھل تھی یونہی کوئی پرندہ کھاتا فوراً مر جاتا تھا۔

⑨ ...... قولیس جرنا لکھتا ہے کہ عورت شیطان کا آلہ کار ہے۔

⑩ ...... یوحنا کا قول ہے کہ عورت شیطان کی بیٹی ہے۔

⑪ ...... انٹونی لکھتا ہے کہ عورت شیطان کا ہاتھ اور اس کی آواز سانپ کی آواز ہے۔

⑫ ...... بونان ویٹو کا قول ہے کہ عورت شیطان اور بچھو کی طرح ہے۔

⑬ ...... کرسوم ٹوم لکھتا ہے کہ عورت درندوں سے زیادہ خطرناک ہے۔

عورت کا مقام اسلام میں:

یہ تو تھی باتیں اور نظریات دوسرے مذاہب اور ادیان کے پیرو کاروں کے جو آج ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ اسلام میں عورت کا کوئی مقام نہیں نہ اس کے اندر عورت کے حقوق محفوظ ہیں کچھ مجازی مسلمان مرد اور عورتیں یہودیوں اور عیسائیوں کی خوشنودی کے لیے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پراپیگنڈہ کر رہے ہیں۔

آیئے دیکھیں کہ اسلام ہی فقط وہ مذہب ہے جس نے عورتوں کے حقوق کی آواز بلند کی اور ان کے حقوق متعین کیے۔

اسلام کی نظر میں عورت بحیثیت انسان:

مرد اور عورتیں سب انسان ہیں اور بحیثیت انسان دونوں برابر ہیں دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ پیدائش کی رو سے نہ مرد عورتوں سے افضل ہیں اور نہ عورتیں مرد سے کمتر۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **النساء شقائق الرجال۔** [ابوداؤد:۲۳۶]

یعنی ''عورتیں انسان ہونے میں مردوں کے برابر ہیں۔''

اسی طرح نیکی کا کوئی کام کرنے پر جتنا اجروثواب مرد کو ملے گا اتنا ہی عورت کو ملے گا اگر انھوں نے ایک ہی کام کو ایک ہی طریقے ایک ہی کیفیت سے سرانجام دیا ہوگا تو قرآنِ مجید میں ارشاد ہوا:

﴿ اَنِّیۡ لَاۤ اُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی ﴾ [آلِ عمران: ۳/ ۱۹۵]

"بے شک میں کسی مرد یا عورت کے عمل کو ضائع نہیں کرتا (ہر ایک کا ثواب برابر ہے) کیوں کہ مرد اور عورتیں ایک دوسرے کا جزء ہیں۔"

لیکن وظیفہ حیات کو ادا کرنے میں ان کے درمیان یقیناً فرق ہوگا اور فرق ہونا بھی چاہیے۔ کیوں کہ مرد اور عورت کے درمیانی فطرتی طور پر جو فرق ہے دنیا کا کوئی بھی قانون اور دنیا کے انقلابات اس کو ختم نہیں کر سکتے۔ اسلام ایک فطرتی دین ہے اور کسی بھی تہذیب کی بنیاد مذہب پر ہوتی ہے۔ لہٰذا ایک مسلمان کی فطرت اور تہذیب میں یکسانیت ہوتی ہے۔ جب کہ اسلام کے مدمقابل جتنے ادیان، مذاہب ہیں ان کی تہذیب اور فطرت میں کشمکش اور تصادم برپا ہے۔ اسی وجہ سے تو وہ عورت کے لیے مناسب قوانین وضع نہیں کر پا رہے اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں سارا معاشرہ توڑ پھوڑ کا شکار ہے۔

یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ جب تہذیب اور فطرت میں جنگ ہو تو فتح ہمیشہ فطرت کی ہوتی ہے۔ کیوں کہ فطرت اصل ہے اور تہذیب اس کا عکس۔ یہ بات عقلی لحاظ سے بھی درست نہیں کہ مختلف اجناس کے درمیان مساوات کا دعویٰ کیا جائے کیوں کہ ایک کام اگر ایک جنس سرانجام دے رہی ہو تو دوسری جنس کی چنداں ضرورت نہیں بالفاظ دیگر اگر ایک چیز اپنا کام پورا کر رہی ہے۔ تو اس کی موجودگی میں دوسری چیز کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔ اگر مرد کے کام عورت سے لیے جائیں اور عورتوں کے کام مردوں سے لیے جائیں تو یقیناً یہ غیر عقلی بات ہوگی۔ کیوں کہ دونوں جنس اور ساخت میں مختلف ہیں ان کے جذبات ان کی سوچ وفکر میں فرق ہے۔ مرد مضبوط، جب کہ عورت صنف نازک مرد عقل سے کام لینے کے عادی جب کہ عورت جذبات کا مجسمہ ہے تو یہی چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ان کے کاموں میں بھی فرق ہونا چاہیے۔

اب آپ تصویر کے دوسرے رخ کو بھی دیکھیں۔ جنس مرد کے مختلف ادوار مختلف مضافات اور مختلف عمر کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے۔ ایک بچے کی سوچ کام کاج اور ایک سمجھ دار مرد کی سوچ، کام کاج میں کتنا فرق ہوگا۔ اب جب کہ عورت کی جنس ہی مختلف ہے تو اس کے اور مرد کے درمیان یورپی مساوات کیسے قائم ہوسکتی ہے۔ مساوات کی جو تعریف یورپیوں کے نزدیک ہے اگر اس کو بنیاد بنا کر زندگی بسر کریں گے تو ہر قدم پر اسلام کے ساتھ لڑائی ہوگی۔ یہ لڑائی صرف اس اسلام کے ساتھ نہیں ہوگی جس کو یورپی ملاؤں اور فقہاء کا اسلام کہتے ہیں بلکہ براہِ راست قرآن وحدیث کے ساتھ لڑائی ہوگی۔ ہمارے پاس اس بات سے راہِ فرار اختیار کرنے کا کوئی راستہ نہیں یا تو اس نظریے سے توبہ کر لی جائے۔

یا پھر ارتداد کا اعلان کر دیا جائے۔ عدل وانصاف کے مدمقابل لفظ ظلم ہے عدل وانصاف اور مساوات کا معنیٰ اور مفہوم ہی یہ ہے کہ ہر ایک کو اس کے مناسب حال مقام دیا جائے۔ اگر آپ اس کو اس کے مقام سے زیادہ یا اس کے مقام سے کم دیں تو یہ ظلم ہوگا۔ [اقتباس: اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام از محمد یوسف اصلاحی، ص: ۹۴]

البتہ اسلام اس بات کو ضرور تسلیم کرتا ہے کہ عورت بھی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ حقوق رکھتی ہے۔ اس کے حقوق اسی طرح قطعی اور واجب الاداء ہیں جس طرح مرد کے دوسری طرف اسلام نظامِ معاشرت میں توازن قائم کرنے کے لیے مرد کو ایک درجہ عورتوں پر ترجیح دیتا ہے۔

کیوں کہ خاندان کی کفالت اصل اس کی ذمہ داری ہے اور اس کا بوجھ مرد اٹھاتا ہے۔ اپنی صلاحیتوں کے لحاظ سے وہی اس بوجھ کو اٹھانے کے لائق ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ ربّ العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَ لَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِیۡ عَلَیۡهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۪ وَ لِلرِّجَالِ عَلَیۡهِنَّ دَرَجَةٌ ﴾ [البقرة: ۲۲۸]

''عورتوں کے حقوق مردوں پر ویسے ہی ہیں جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر۔ البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت دی گئی ہے۔''

دوسری جگہ پر فرمایا:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ ﴾ [النساء: ٣٤]

''کہ مرد عورتوں کے سرپرست اور حاکم ہیں۔''

مذکورہ دونوں آیات میں مردوں کو عورتوں پر برتری دی گئی ہے تو ان کے درمیان ہر کام میں کامل مساوات کیسے قائم ہوسکتی ہے۔ البتہ جہاں حکمت ربانی کا تقاضا تھا وہاں مردوں کو عورتوں پر اسلام میں فضیلت دی گئی ہے اور کہیں عورتوں کو مردوں پر بھی ترجیح دی گئی ہے۔

① ...... ایک صحابی نے عرض کی: اللہ کے رسول ﷺ! میری شفقت کا میرے والدین میں سے زیادہ حق کون رکھتا ہے؟ فرمایا: تیری ماں، آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہی فرمایا چوتھی مرتبہ فرمایا: تیرا باپ۔

[بخاری: ٥٩٧١۔ مسلم: ١/ ٢٠٤٨]

② ...... چھوٹے چھوٹے کاموں پر بڑے بڑے کاموں کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ وضع حمل میں مرجائے تو شہید کا درجہ ملتا ہے۔

[ابوداؤد: ٣١١١]

③ ...... اگر پہلا بچہ فوت ہوجائے تو وہ اپنی ماں کو گھسیٹ کر جنت میں لے جائے گا۔ [مسند احمد: ٥/ ٢٤١]

⑤ ...... عورت پر نہ جمعہ فرض ہے اور نہ جنازہ۔

بحیثیت عورت اس کی تین حالتیں ہیں۔ اسلام کی نظر میں عورت کے مقام کو وضاحت سے سمجھنے کے لیے آیئے ہم ان حالتوں پر نظر ڈالتے ہیں:

بیٹی اور اسلام:

جیسے کہ پیچھے ذکر ہو چکا ہے اسلام سے قبل بیٹی کو زندہ درگور کیا جاتا تھا۔ اس کی پیدائش منحوس خیال کی جاتی تھی۔ اسلام نے ان رسموں کو سرے سے ہی ختم کردیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش اچھے طریقے سے کرے حتی کہ وہ بالغ ہوجائیں تو میں (محمد ﷺ) اور وہ جنت میں ایک ہی جگہ پر ہوں گے۔ اس حدیث سے جو بات مترشح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ بیٹی پر کسی قسم کا ظلم نہ کیا جائے۔ اس سے پیار و محبت کیا جائے۔ اس کی اچھی تعلیم و تربیت کی جائے۔

ایک دوسری روایت میں کچھ لفظ زائد ہیں کہ اس شخص نے بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح نہ دی۔ باپ کی شفقت و مودت میں دونوں کو یکساں قرار دیا ہے۔ اب کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا نہیں ہونا چاہیے کہ اس حدیث کے مطابق تو اب دونوں برابر ہوگئے۔ لہٰذا آپ کا دعویٰ عبث ہے تو یہ بات غلط ہے بلکہ مرد اور عورت کے باہمی اختلاف کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے ان پہلوؤں پر غور کریں جن کی بنیاد پر اسلام مرد اور عورت کے درمیان فرق کرتا ہے۔

فطری نظام زندگی:

اسلام کا بہت بڑا امتیازی وصف یہ ہے کہ یہ زندگی کا عملی نظام ہے نہ کہ تصوراتی، جو انسانی فطرت کے ساتھ نہ لڑتا ہے۔ نہ ہی اس میں ترمیم کرتا ہے۔ بلکہ اسلام کی فطرت کے ساتھ مکمل ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ بالفاظ دیگر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ اسلام انسانی فطرت کی وضاحت کرتا ہے۔ لہٰذا جہاں فطری بنیاد پر مساوات ہوتی ہے وہاں وہ مساوات قائم کرتا ہے جہاں فطرت فرق کرتی ہے وہاں اسلام ان کے درمیان فرق کرتا ہے۔

فرق کے دو مواقع:

اسلام ان میں دو جگہ پر فرق کرتا ہے ایک وراثت کی تقسیم کا مسئلہ دوسرا سربراہی کا مسئلہ۔ وہ خواہ ملک کی ہو یا خاندان کی۔

وراثت:

بحیثیت ایک بیٹی اگر اکیلی ہوگی تو میت کا سارا مال اس کے حصے میں آئے گا۔ اگر میت کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوگی تو ایک تہائی اس کو ملے گا، اگر میت کی اولاد زیادہ ہے تو ﴿ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ﴾

[النساء:٤/١١] کا قانون لاگو ہوگا کہ مرد کا حصہ دوعورتوں کے حصے کے برابر ہے۔

یہ حقیقت میں بالکل فطری اور منصفانہ تقسیم ہے کیوں کہ مقولہ مشہور ہے لِکُلٍّ حَسبَ حَاجَتِهٖ کہ ہر ایک اس کی ضرورت کے بقدر دیا جاتا ہے۔ اب کیوں کہ مالی اخراجات کا بوجھ تنہا مرد ہی کو اٹھانا پڑتا ہے۔ عورت پر سوائے اپنی ذات کے کسی اور کے اخراجات نہیں۔ لہٰذا مرد کی معاشی ذمہ داریاں ہی ایسی ہیں کہ وراثت سے اسے دگنا حصہ ملنا ہی مساوات ہے۔

قانونِ شہادت:

اسلام کہتا ہے کہ دوعورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہوتی ہے۔ اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ایک عورت مرد کا نصف ہے۔ بلکہ اس کا مقصد ہر ممکن طریقے سے معاشرے کو غلطیوں اور خرابیوں سے پاک کرنا ہے۔ اپنی فطرت کے لحاظ سے جیسا کہ پیچھے ذکر ہو چکا ہے کہ عورت انتہائی جذباتی اور تاثر پذیر واقع ہوئی ہیں۔ تو خطرہ تھا کہ مقدمہ کے واقعات کو خلط ملط نہ کر دے۔ اس کی مصلحت یہ بیان کی گئی کہ

﴿ اَنۡ تَضِلَّ اِحۡدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحۡدٰهُمَا الۡاُخۡرٰى ﴾

[البقرة:٢/٢٨٢]

''اگر ایک بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے۔''

کیوں کہ جس مجرم کے خلاف یا حق میں گواہی دے رہی ہے وہ حسین عورت ہے یہ عورت تعصب کی وجہ سے اس کے خلاف گواہی دے بیٹھے۔ یا کوئی حسین مرد ہو وہ اس کی محبت کے حصول کے لیے اس کے حق میں گواہی دے دے۔ جب کہ دونوں کی گواہی سے یہ چیزیں پیدا نہ ہوں گی۔ اب یہاں پر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے یہ صورتِ حال مرد کے ساتھ بھی تو ہوسکتی ہے۔ مضمون کی طوالت کے خوف سے صرف اتنا عرض کروں گا کہ جب مرد ہی دو ہوں گے تو یقیناً یہ صورتِ حال پیش نہیں آسکتی۔

عورت بحیثیت بیوی:

قبل از اسلام نکاح کے چار طریقے رائج تھے۔ جن میں تین طریقے مندرجہ ذیل تھے:

① ...... دو شخص مدت معین کے لیے اپنی بیویوں کو بدل لیتے ہیں۔

② ...... چند آدمی ایک عورت کے ساتھ مباشرت کرتے بچے کا فیصلہ خود عورت کرتی۔

③ ...... چند آدمی عورت کے ساتھ صحبت کرتے قیافہ شناس فیصلہ کرتا کہ بچہ کس کا ہے۔

لیکن اس بے ہودگی کو اسلام نے ختم کر دیا اور ایک مرد بیک وقت چار عورتیں نکاح میں رکھ سکتا ہے۔ ایک عورت زیادہ آدمیوں سے صحبت نہیں کرسکتی۔ اسلام سے قبل حق مہر وارث کو دیا جاتا تھا جب کہ اسلام نے یہ حق عورت کو دیا ہے۔

اسلام سے قبل عورت باپ کے بعد بیٹے کی ملکیت سمجھی جاتی تھی اسلام نے منع کر دیا کہ بیٹا ماں سے شادی نہیں کرسکتا۔ رومیوں اور ہندوؤں کے ہاں عورت اور اس کا مال خاوند کا مال ومتاع تصور کیا جاتا تھا۔ لیکن اسلام نے اس قانون کو ختم کر دیا فرمایا:

﴿ لِلرِّجَالِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا اكۡتَسَبُوۡا‌ ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيۡبٌ مِّمَّا اكۡتَسَبۡنَ ﴾ [النساء:٤/٣٢]

''مردوں کی کمائی مردوں کے لیے، عورتوں کی کمائی عورتوں کے لیے۔''

اب دیکھئے عیسائیوں کے قریب سوائے زنا کے طلاق کا تصور تک نہیں۔ یہودیوں کے اندر بات بات پر طلاق دینے کا رواج تھا۔ جب کہ اسلام نے پہلے مصلحت سے کام لیتے ہوئے اگر بیوی کی چند عادات ناپسند بھی ہوں تو گزارہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:

﴿ فَاِنۡ كَرِهۡتُمُوۡهُنَّ فَعَسٰۤى اَنۡ تَكۡرَهُوۡا شَيۡـئًا وَّيَجۡعَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ خَيۡرًا كَثِيۡرًا ﴾ [النساء:٤/١٩]

''تو اگر ان میں کوئی چیز ناپسند بھی کرو تو یہ ہوسکتا ہے کہ تم کو ایک چیز ناپسند ہو اور خدا اس میں بہت زیادہ بھلائی پیدا کر دے۔''

اگر زیادہ ہی معاملہ بگڑ جائے تو پھر بھی ان کو حکم دیتا ہے:

﴿ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ ﴾ [النساء: ۳٤]

''ان کو خواب گاہ سے علیحدہ کرو۔''

لیکن اگر معاملہ طلاق تک چلا ہی جاتا ہے تم ان کو طلاق دے سکتے ہو۔ اب اسلام نے آخر میں اس مرض کا علاج صرف طلاق ہی تجویز کیا ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ دیکھ لو:

اِنَّ اَبْغَضَ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰهِ الطَّلَاقُ ۔ [ابوداؤد: ۲۱۷۸]

''کہ طلاق حلال ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نزدیک ناپسندیدہ چیز ہے۔''

اس کے بعد بھی ہر ماہ ایک طلاق کا حکم جاری کیا۔ شاید صلح کی صورت نکل آئے۔ اس کے بعد اگر طلاق ہو ہی جاتی ہے تو مطلقہ کو اگر حمل ٹھہرا ہوا ہے تو بچہ جننے کے دو سال تک نان و نفقہ خاوند کی ذمہ داری ہے۔ کیا دنیا کا کوئی قانون اس سے بڑھ کر قانون سازی کر سکتا ہے۔ نہیں، اسلام نے ہی عورت کو حق دیا ہے کہ شادی کے وقت اس کی رضا اور پسندیدگی کو مدنظر رکھا جائے۔ اگر بلوغت سے پہلے اس کا نکاح ہو جاتا ہے تو بلوغت کے بعد لڑکی کو نکاح باقی رکھنے اور توڑنے کا مکمل اختیار دیا ہے۔

بیوی ہونے کی حیثیت سے فرائض:

① ...... جب خاوند مباشرت کے لیے بلائے تو اس کی اطاعت کرے۔

② ...... کسی ایسے آدمی کو گھر میں داخل نہ ہونے دے جس کو اس کا خاوند ناپسند کرتا ہو۔

③ ...... اس کی غیر حاضری میں اس کی وفادار رہے۔ اس کی امانت میں خیانت نہ کرے۔

جہاں تک پہلی حالت کا تعلق ہے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا دعا الرجل زوجته لحاجته فلتأته وان کانت علی التنور ۔ [ترمذی: ۱۱٦۰ ۔ بخاری: ۳۲۳۷]

یعنی ''شوہر جب اپنی بیوی کو اپنی حاجت کے لیے بلائے تو آ جائے اگرچہ وہ تنور پر ہو۔''

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس عورت پر لعنت ہے جو اس حالت میں رات گزارے کہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہو۔'' مرد کی جسمانی ساخت ہی کچھ ایسی ہے کہ اس کو جنسی آسودگی کی ضرورت عورت سے کہیں زیادہ پیش آتی ہے۔ اس طرح وہ جنسی تناؤ سے آزاد ہو کر زندگی کے عملی میدان میں تن دہی سے کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے شادی مرد کی فطری ضرورت کو پورا کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور زندگی کے روحانی، جسمانی، نفسیاتی، معاشرتی تقاضوں کا جواب بھی۔ اب سوال یہ ہے کہ جب بیوی خاوند کی ضرورت کو پورا کرنے سے انکار کر دے تو اسے کیا کرنا چاہیے۔ کیا اسے دوسری عورتوں سے تعلقات استوار کر لینے چاہئیں؟ تو یقیناً اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا اور نہ خود بیوی اس کو گوارا کر سکتی ہے۔ خاوند کی خواہش کو پورا نہ کرنے کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

① ...... بیوی خاوند سے نفرت کرتی ہے اور وہ اس سے صنفی تعلق پسند نہیں کرتی۔

② ...... خاوند سے محبت تو کرتی ہے مگر جنسی فعل پسند نہیں کرتی۔

③ ...... خاوند سے محبت بھی کرتی ہے جنسی فعل کو برا بھی خیال نہیں کرتی مگر اس وقت اس کا خیال اس طرف نہیں۔ طوالت کے خوف سے ان پر الگ الگ بحث نہیں کر سکتا۔

جہاں تک دوسرے فرض کا تعلق ہے تو میاں بیوی میں اکثر لڑائیاں باہر کے مردوں کی مداخلت کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

تیسرا فرض اور ذمہ داری اس کے مال و دولت کی حفاظت: تو وہ شادی کا فطری اور منطقی تقاضا ہے۔

اسلام اور سزا:

مار پیٹ کے بارے میں اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ مار پیٹ بھی ناگزیر حالات میں جائز ہے۔ جب کہ کوئی اور چارہ کار نہ ہو لیکن اس کے متعلق بھی ارشاد فرمایا:

لا یجلد احدکم امراته جلد البعیر ثم یجامعها فی

آخر الیوم ۔ [بخاری:٤/٥٢۔ مسلم: ٢٨٥٥٤٩]
''تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو دن میں اس طرح نہ مارے جس طرح اونٹوں کو مارا جاتا ہے اور پھر رات کو اس سے مجامعت بھی کرے گا۔''

ایک دوسری روایت میں فرمایا کہ لا تضرب الوجه ۔ [ابوداؤد: ٢١٤٢] ''کہ اس کے منہ پر نہ مارو۔''

تیسرا دور ماں کا ہے جاہلیت میں عورت باپ کے بعد بڑے بیٹے کی ملکیت سمجھی جاتی تھی یا تو خود اس سے نکاح کرتا اگرچہ وہ اس کا حقیقی بیٹا ہی کیوں نہ ہوتا یا اس کا آگے نکاح کرنے کا پابند ہوتا۔لیکن اسلام نے ان کی عصمت کی حفاظت کی ،فرمایا:

﴿ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ ﴾ [النساء:٢٢]
''تمہارے باپوں کی منکوحہ سے تم نکاح نہیں کر سکتے۔''فرمایا:
اِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ عِنْدَ رِجْلِهَا ۔
[احمد:٣/ ٤٢٩۔ النسائی:٦/١١١]
''جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔''

صحابی نے پوچھا اللہ کے رسول ﷺ! میری شفقت کا زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں، آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہی فرمایا۔ چوتھی مرتبہ فرمایا: تیرا باپ۔ وراثت میں یا تو بیوی سارا مال لے لیتی ہے یا اس کا چھٹا حصہ مقرر کیا گیا۔ جب کہ قبل اسلام کچھ بھی نہیں دیا جاتا تھا۔ لونڈی کے حقوق کے لیے اسلام ہی نے آواز بلند کی کہ جب لونڈی کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو لونڈی کو بیچا نہ جائے تا کہ دونوں کی جدائی سے دونوں پریشان ہوں گے۔ جب کہ قبل اسلام لونڈی کو فروخت کر دیا جاتا تھا اور بچہ خدمت کے لیے رکھ لیا جاتا تھا۔

دوسری چیز جہاں اسلام فرق کرتا ہے وہ یہ ہے کہ خاندان کا سربراہ دونوں میں سے کون ہوگا۔ تو اس سوال کی تین شکلیں ہیں:

① ...... یہ کہ مرد خاندان کا سربراہ ہوگا۔
② ......عورت خاندان کی سربراہ ہوگی۔
③ ......دونوں ہی گھر کے سربراہ ہوں۔

تیسری اور آخری صورت خارج از بحث ہے۔ کیوں کہ دو سربراہ ہونے سے بہتر ہے کہ کوئی بھی سربراہ نہ ہو۔ کیوں کہ دو سربراہوں کا ہونا فتنہ اور فساد کا زیادہ سبب بنتا ہے۔قرآن کے اندر ارشاد ہے:

﴿ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ﴾ [الانبیاء:٢١/٢٢]
''اگر زمین آسمان میں اللہ کے علاوہ بھی الٰہ ہوتے تو ان کے اندر فساد برپا ہو جاتا۔''

باقی ہمارے پاس دو صورتیں رہ جاتی ہیں۔ان دونوں کو حل کرنے کے لیے ہمیں دیکھنا ہوگا کہ کون ان میں سے کمزور ہے اور کون طاقتور ہے۔ یقیناً وہی سربراہی کا حق ادا کرسکتا ہے جو طاقتور ہے۔ کیوں کہ سربراہ اور سپہ سالار کے لیے جرأت، شجاعت، دانش، امانت و دیانت جیسے اوصاف ہونے چاہئیں۔ جب کہ عورت ان اوصاف سے عاری ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ناقص دین والی، ناقص عقل والی ہو اور اچھے خاصے سمجھ دار آدمی کی عقل پل بھر میں ختم کر دیتی ہو۔ تو اس

چاند دیکھنے کی دعا

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ ۔ [الترمذی: ٣٤٥١ له شواهد صحيح بعضها ابن حبان]

''طلحہ بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب چاند دیکھتے تو یوں دعا کرتے:

اے اللہ! ہم پر اس کو امن وایمان اور سلامتی واسلام کے ساتھ طلوع فرما۔ میرا رب اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔''

لحاظ سے سربراہی اس کے سپرد کرنا ظلم بھی ہے اور بے انصافی بھی۔اس کے بارے میں مزید رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انھیں اطلاع دی گئی کہ ایرانیوں نے کسریٰ کی بیٹی کو سربراہ بنالیا ہے فرمایا: وہ قوم کیسے فلاح پاسکتی ہے جس کی حکمرانی عورت کے سپرد ہو۔

انسانی مساوات:

اب ہم دیکھتے ہیں کہ کون سا ایسا حق ہے جو اسلام نے عورت کو نہیں دیا۔عورت نے مردوں کے ساتھ مساوات کا دعویٰ کیا تو اسلام نے ان کے انسان ہونے اور اجر وثواب میں مساوات کے دعوے کو قبول کرلیا۔

معاشی آزادی کا مسئلہ:

اسلام دنیا کا واحد مذہب ہے جو عورتوں کو معاشی آزادی کا حق دیتا ہے۔عورت کا مطالبہ ہے کہ اس کی مرضی کے بغیر اس کی شادی نہ کی جائے۔اسلام اس کا یہ مطالبہ ہی تسلیم نہیں کرتا۔

ملازمت کا حق:

اسلام اس کے اس حق کو بھی تسلیم کرتا ہے کہ وہ نرسنگ اور تعلیم وغیرہ کے شعبے اختیار کرسکتی ہے۔وہ اپنے لیے تعلیم کا حق مانگتی ہے اسلام اس کے لیے تعلیم کا حصول فرض قرار دیتا ہے۔اسلام عورتوں کے باہر نکلنے پر زیادہ پابندی عائد نہیں کرتا مگر اسے شرم وحیا کا مجسمہ بن کر باہر نکلنے کی تاکید ضرور کرتا ہے۔

سابقہ بحث کا خلاصہ:

اسلام نے عورت پر جو ذمہ داریاں عائد کی ہیں وہ صرف جبر اور قوت، ظلم وستم کا مظہر نہیں ہیں۔ بلکہ ان کا مقصد معاشرے کی اجتماعی فلاح و بہبود ہے جس کا ایک جزو عورت بھی ہے۔

چند حدود اور قوانین میں مرد کو عورت پر برتری حاصل ہے۔ایسے ہی چند امور میں عورت کو برتری حاصل ہے۔اگر مجموعی لحاظ سے چند میں فرق بھی ہے تو اس میں بنیادی نقطہ نظر میں ان کی طبعی ساخت ہے جو ان کے درمیان فرق کرتی ہے۔اس سے عورت کی تحقیر اور تذلیل ہرگز مقصود نہیں۔

وہ حقوق جو اسلام عورت کو دیتا ہے عورت کے حق میں اسلامی قوانین کو عورت کے حق میں مان لینا ہی مساوات اور عدل وانصاف ہے۔ اگر مغربی مساوات تسلیم کرلی جائے تو وہ ظلم ہے۔ظلم کی تعریف ہے:

وضع الشیء فی غیر محله ۔

''کہ کسی چیز کو اس کی اصل جگہ پر نہ رکھنا۔'' اگر عورت کے فرائض مرد کو دیئے جائیں اور مرد کے عورت کو تو یہ ان کے درمیان ظلم ہے۔جیسے ایک کام دو آدمی انجام دے سکتے ہیں اگر وہی کام ایک آدمی سے اتنے وقت میں لیا جائے تو یہ ظلم ہے۔ البتہ اگر آپ دیکھیں کہ بعض عورتیں مردوں جیسے کام انجام دینے کی صلاحیت رکھتی ہیں اور کچھ مرد عورتوں جیسے کام سرانجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو یہ ان کے درمیان مساوات قائم کرنے کی دلیل نہیں بن سکتے۔



کفارۂ مجلس کی دعا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھا جس میں لغو اور فضول باتیں بھی بہ کثرت ہونے لگیں تو اس نے اٹھنے سے پہلے مندرجہ ذیل دعا پڑھ لی تو اس مجلس میں اس سے صادر ہونے والے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔دعا یہ ہے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ . [الترمذی: ٣٤٣٣۔ قال الالبانی صحیح علی شرط مسلم۔ صححه الذهبی]

''اے اللہ! تو پاک اور ساتھ اپنی تعریف کے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے بغیر کوئی معبود نہیں۔ میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں۔''

فہرست اردو کتب

مکتبہ محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ

۱۲ء۲۹۷ میجر جنرل محمد انوار ملک
ن۸۵م مشمولاتِ قرآنِ عظیم، ص:۹۵۲، ادارہ فکر فروغ قرآن راولپنڈی ۱۹۹۱ء

۱۳ء۲۹۷ ڈاکٹر ذوالفقار کاظم
ذ۱۷ق قرآنِ حکیم انسائیکلوپیڈیا، ص:۹۰۳، بیت العلوم نابھہ روڈ لاہور ۲۰۰۲ء

۱۳ء۲۹۷ پرویز غلام احمد
پ۴۵ل لغات القرآن، ص:۱۸۳۸۔ س، ن

۱۲ء۲۹۷ علامہ وحید الزماں
و۶۳۴ت تبویب القرآن لضبط مضامین الفرقان، ص:۲۰۳، مالک مطبع احمدی کشمیری بازار لاہور ۱۹۶۱ء

۱۲ء۲۹۷ پرویز غلام احمد
پ۴۵ت تبویب القرآن، ص: ۱۴۲۸، ادارہ طلوع اسلام گلبرگ لاہور ۱۹۸۴ء

۱۳ء۲۹۷ مولانا بدیع الزمان
ب۳۹۵س سبیکۃ الذھب الابریز فی فہرس مقاصد الکتاب العزیز (وبرحاشہ) فتح المنان فی ترجمۃ لغات القرآن، ص:۱۱۸، تاجر کتب در مطبع محمدی لاہور۔ س، ن

۱۳ء۲۹۷ مولانا حنیف ندوی
ح۸۲۵ل لسان القرآن، ص:۴۰۰، جلد:۲، علم وعرفان پبلشرز لاہور ۱۹۹۸ء

۱۳ء۲۹۷ امام راغب اصفہانی، ترجمہ: مولانا محمد عبدہ
ر۳۳م مفردات القرآن (اردو)، ص:۱۰۴۰، نفیس اکیڈمی کراچی۔ س، ن

۱۳ء۲۹۷ امام راغب اصفہانی، ترجمہ: مولانا عبدہ
ر۳۳م مفردات القرآن، ص:۵۶۳، ج:۲، اہل حدیث اکادمی لاہور ۱۹۷۱ء

۱۳ء۲۹۷ ممتاز احمد ایم۔ایس۔سی
م۱۸آ آسمانی کتابیں، ص:۱۷۴، اسٹیل ماسٹر میکلوڈ روڈ لاہور ۱۹۹۴ء

۱۳ء۲۹۷ پروفیسر عبدالرحمٰن طاہر
ط۱۴م مفتاح القرآن، ص:۹۶، قرآن کلب لاہور ۲۰۰۳ء

۱۳ء۲۹۷ مولانا حافظ عبدالحئی صاحب
ع۱۳م مرآۃ القرآن فی اللغۃ القرآن، ص:۴۱۴، مکتبہ اسلام کشمیری بازار لاہور ۱۳۷۴ھ

۱۳ء۲۹۷ فضل اکبر کاشمیری
ف۶۵ع علوم القرآن، ص:۲۳۹، مدرسہ ابوبکر صدیق کیماڑی کراچی ۲۰۰۲ء

۱۳ء۲۹۷ مولانا سید شہید الدین بنارسی
ش۸۲۳آ آسان لغاتِ قرآن، ص:۷۰۴، حدیث پبلی کیشنز شیش محل روڈ لاہور ۱۴۲۳ھ

۱۳ء۲۹۷ ابوالفضل محمد بن عبداللہ
م۲۸۱ع عجائب البیان فی لغات القرآن، ص:۴۰۰، تاجران کتب بازار گلزار حوض حیدرآباد (دکن) س، ن

۱۳ء۲۹۷ پروفیسر عبدالرحمٰن طاہر
ع۳۴م معلم القرآن شارٹ کورس، ص:۶۴، بیت القرآن لاہور ۲۰۰۶ء

۱۳ء۲۹۷ مولوی عبدالرحمٰن عفاء اللہ عنہ
ع۳۴ا انوار القرآن سنگت پبلشرز لوئر مال لاہور ۲۰۰۳ء

۱۳ء۲۹۷ حافظ عبدالحئی صاحب
ع۱۳م مرآۃ القرآن فی لغۃ الفرقان، ص:۴۹۴، مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور ۱۹۷۷ء

۲۹۷ء۱۳ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی
ک۹۰۴م مترادفات القرآن، ص:۱۰۰۸، مکتبہ السلام وسن پورہ لاہور۔س،ن
۲۹۷ء۱۳ مولانا عبدالرشید نعمانی
ن۶۷ل لغات القرآن، ص:۳۲۹، ج:۶، دار الاشاعت کراچی ۱۹۸۶ء
۲۹۷ء۱۰۹ مولانا ابوالقاسم بنارسی
س۹۶ذ ذخائر المواریث فی الدلالۃ علی ثبوت جمع القرآن والاحادیث، ص:۶۳، سیکرٹری آل انڈیا اہل حدیث دارالاشاعت لاہور۱۹۳۶ء
۲۹۷ء۱۴ مولانا محفوظ الرحمٰن نامی
ن۲۳م مفتاح القرآن،ص:۴۸،مکتبہ رشیدیہ ساہیوال پاکستان۔ س،ن
۲۹۷ء۱۴۱ مولانا محمد علی صاحب
ع۹۲ب البرہان علی تجہیل من قال بغیر علم فی القرآن،ص:۹۱،امداد الہندوعین الاخبار مرادآباد۔س،ن
۲۹۷ء۱۰۷ مولانا محمد اویس نگرامی ندوی
ن۳۷ق قرآن کا مطالعہ کیسے؟ص:۶۷،مجلس نشریاتِ اسلام ناظم آباد کراچی۱۹۸۴ء
۲۹۷ء۱۴۱ سید نواب علی
ن۸۴ت تاریخ صحف سماوی،ص:۳۵۰، مکتبہ افکار رابسن روڈ کراچی۱۹۷۳ء
۲۹۷ء۱۴۱ خان بہادر حاجی رحیم بخش
ر۵۵ق قرآنِ کریم اور ایک غلط فہمی کا ازالہ،ص:۳۶،فرید کوٹ روڈ لاہور۔س،ن
۲۹۷ء۱۴۱ پروفیسر عبدالرؤف ظفر
ظ۳۸ج جمع القرآن والاحادیث، ص:۷۰، النور انٹرنیشنل بہاولپور۲۰۰۰ء

۲۹۷ء۱۵ میاں بشیر احمد
ب۵۷ق قرآن کے تراجم کا تقابلی مطالعہ،ص:۱۱۲،مجلس خبر ونظر کراچی۱۹۸۲ء
۲۹۷ء۱۵ سید محمد اویس
ا۸۷ت تعلیم الکتاب (پارہ عم)،ص:۲۴۰، قرآن فاؤنڈیشن کراچی۱۹۷۱ء
۲۹۷ء۱۵ شاہ رفیع الدین،شاہ عبدالقادر
ر۳۸آ آفتابِ ہدایت،ص:۴۹۵۔س،ن
۲۹۷ء۱۵ علامہ سعید بن عزیز یوسف زئی
س۱۲ک کنز الایمان ایک اہل حدیث کی نظر میں،ص:۶۴،کتاب خانہ قرآن وسنت کراچی۱۹۸۸ء
۲۹۷ء۱۵ شاہ رفیع الدین (ترجمہ قرآن)
ر۳۸ح حمائل شریف،ص:۸۴۷،شوکت المطابع ہند۱۳۰۸ھ
۲۹۷ء۱۵ محمد غوث پشاوری
ق۴۵غ القرآن الحکیم،ص:۹۷۴،دارالعلوم عثمانیہ۔س،ن
۲۹۷ء۱۵ احمد رضا خان صاحب
ا۲۸ق کنز الایمان،ص:۲۶۷، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۱۹۷۸ء
۲۹۷ء۱۵ احمد رضا خان صاحب
ا۲۸ق کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن،ص:۸۸۴،مطبع نعیمی مراد آباد۱۳۳۰ھ
۲۹۷ء۱۵ احمد رضا خان صاحب
ا۲۸ق کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن،ص:۱۰۰۰،نوری کتب خانہ لاہور۱۳۳۰ھ
۲۹۷ء۱۵ احمد رضا خان صاحب
ا۲۸ق کنز الایمان تفسیر نور العرفان،ص:۱۰۲۰، پیر بھائی کمپنی اردو بازار لاہور۱۹۹۰ء
۲۹۷ء۱۵ احمد رضا خان صاحب

۱ل۲۸ق ترجمۃ القرآن، ص:۲۸۰، حفیظ بک ڈپو جامع مسجد دہلی۔ س،ن (تفسیر نعیم الدین مرادآبادی)
۱۵ء۲۹۷ احمد رضا خان صاحب
۱ل۲۸ق ترجمہ قرآن مع تفسیر نعیمی، ص:۸۸۰، تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور ۱۹۸۶ء
۱۵ء۲۹۷ احمد رضا خان صاحب
۱ل۲۸ق رفیع الشان ترجمۃ القرآن، ص:۹۶۴، تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی ۱۹۹۸ء۔ محشی نعیم الدین مرادآبادی
۱۵ء۲۹۷ احمد رضا خان صاحب
۱ل۲۸ق خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، ص:۱۱۲۴، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور۔ س،ن
۱۵ء۲۹۷ احمد علی
۱ل۲۹ق قرآن کریم مترجم ومحشی، ص:۱۰۰۶، انجمن خدام القرآن لاہور۔ س،ن
۱۵ء۲۹۷ میر محمد اسحاق
۱ل۸۳ق ترجمۃ القرآن، ص:۸۸۴۔ س،ن
۱۵ء۲۹۷ اشرف علی تھانوی
۱ل۵۵۴ق ترجمۃ القرآن، ص:۹۶۲، تاج کمپنی لاہور ۱۹۸۹ء
۱۵ء۲۹۷ بشیر الدین محمود
ب۷۵ق تفسیر صغیر، ص:۸۵۳، اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ ۱۹۹۰ء۔ انگلستان سے طبع شدہ ایڈیشن میں ترمیم شدہ مقامات کی فہرست
۱۵ء۲۹۷ ثناء اللہ امرتسری
ث۲۷ق تفسیر ثنائی، ص:۸۰۴، ثنائی اکادمی لاہور ۱۹۷۷ء
۱۵ء۲۹۷ ثناء اللہ امرتسری
ث۲۷ق منتخب حواشی اور ثنائی، ترجمہ: قرآنِ مجید، ص:۶۸۰۔ س،ن
۱۵ء۲۹۷ ثناء اللہ امرتسری
ث۲۷ق تفسیر ثنائی، ص:۸۴۲، بلال گروپ آف انڈسٹریز لاہور ۱۹۹۴ء (زیر نگرانی مکتبہ سلفیہ)
۱۵ء۲۹۷ جاوید انور صدیقی
ج۲۱ق معلم القرآن، ص:۱۰۳۵، ادارہ معلم القرآن والحدیث لاہور ۲۰۰۶ء
۱۵ء۲۹۷ محمد حسن نظامی
ح۴۷ق قرآنِ مجید کا ترتیلی اردو ترجمہ، ص:۶۰۰، ج:۲، قلعہ گوجر سنگھ لاہور ۱۹۴۰ء
۱۵ء۲۹۷ محمد حسین بٹ
ح۵۱۳ق ترجمہ قرآن، ص:۹۶۴۰، محکمہ اوقاف حکومت پنجاب لاہور ۱۹۹۵ء۔ (ترتیب وتسوید ڈاکٹر ساجدہ پی۔ایچ۔ڈی)
۱۵ء۲۹۷ حمید اللہ
ح۵۷ق حمائل شریف، ص:۷۸۲، مطبع سوکت المطابع شحنہ ہند میرٹھ ۱۳۰۱ھ۔ (ترجمہ: شاہ ولی اللہ فوائد حاشیہ مولانا حمید اللہ)
۱۵ء۲۹۷ حنیف ندوی
ح۸۲۵ق تفسیر سراج البیان، ص:۲۸۸، ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلیکیشنز کشمیری بازار لاہور ۱۹۸۳ء
۱۵ء۲۹۷ سید محمد رفاعی عرب
ر۷۳ق قرآنِ مجید مع تفسیر رفاعی، ص:۷۸۶، دینی کتب خانہ اردو بازار لاہور۔ س،ن
۱۵ء۲۹۷ شاہ رفیع الدین
ر۳۸۷ق قرآنِ مجید مترجم، ص:۸۳۳، اقبال پرنٹنگ دہلی حویلی اعظم گڑھ۔ س،ن۔ (چار تراجم والا قرآنِ مجید)
۱۵ء۲۹۷ شاہ رفیع الدین
ر۳۸۷ق قرآنِ مجید پانچ ترجموں والا، ① شیخ سعدی (فارسی)، ② شاہ ولی اللہ (فارسی)، ③ شاہ عبدالقادر (اردو)، ④ شاہ رفیع الدین (اردو)، ⑤ اشرف علی تھانوی (اردو)
۱۵ء۲۹۷ شاہ رفیع الدین

ر۷۳۸ق قرآنِ مجید مترجم، ص:۷۱۶، کتب خانہ مقبول عام لاہور۔س،ن

۱۵ء۲۹۷ شاہ رفیع الدین

ر۷۳۸ق بیس۲۰ خوبیوں والی حمائل شریف،ص:۲۶۳،تاجر کتب ومالک مطبع احمدی کشمیری بازار لاہور۔س،ن (فوائد سلفیہ)

۱۵ء۲۹۷ شاہ رفیع الدین

ر۷۳۸ق ترجمہ قرآن،ص:۱۰۰۰، انوار الاسلام امرتسر۔س، ن (فوائد سلفیہ)

۱۵ء۲۹۷ شاہ رفیع الدین

ر۷۳۸ق اشرف الحواشی،ص:۷۳۵،دارالکتب الاسلامیہ اردو بازار دہلی ۱۹۷۸ء۔ ترتیب مولانا عبدہ الفلاح، مراجعت عبدالسلام بستوی

۱۵ء۲۹۷ شاہ رفیع الدین

ر۷۳۸ق ترجمۃ القرآن، تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی۔س، ن۔تفسیر موضح القرآن از شاہ عبدالقادر صاحب

۱۵ء۲۹۷ شاہ رفیع الدین

ر۷۳۸ق ترجمہ قرآن مع موضح القرآن،ص:۷۳۲، کتب خانہ انجمن حمایت اسلام لاہور۔س،ن

۱۵ء۲۹۷ شاہ رفیع الدین

ر۷۳۸ق قرآنِ مجید مترجم،ص:۸۲۴، تاجران کتب کشمیری بازار لاہور۔س،ن

۱۵ء۲۹۷ عبدالحق حقانی

ع۲۸۱ق تفسیر حقانی،ص:۶۶۰، مطبع حامی الاسلام دہلی ۱۳۷۵ھ (محشی نحوی ترکیب وفوائد)

۱۵ء۲۹۷ حافظ عبدالرشید اظہر

ع۳۶۵ق قرآنِ کریم مترجم،ص:۵۴۴، جسارت پرنٹر۲۴ سرکلر روڈ لاہور۔س،ن

۱۵ء۲۹۷ شاہ عبدالقادر

ح۴۷ق قرآنِ مجید منافع وفضائل خوص،ص:۳۴۰۔س،ن

۱۵ء۲۹۷ شاہ عبدالقادر

ع۴۷ق قرآنِ مجید موضع القرآن،ص:۷۸۴۔س،ن

۱۵ء۲۹۷ شاہ عبدالقادر

ع۴۷ق قرآنِ مجید مترجم،ص:۶۴۴،۱۲۹۳ھ

۱۵ء۲۹۷ شاہ عبدالقادر

ع۴۷ق قرآنِ مجید مترجم تفسیر موضع القرآن،ص:۱۰۱۲،تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور۔س،ن

۱۵ء۲۹۷ شاہ عبدالقادر

ع۴۷ق دوتراجم والا قرآنِ مجید،ص:۸۰۶، مالک مطبع ہاشمی۔س، ن۔① (فارسی) شاہ ولی اللہ، ② (اردو) شاہ عبدالقادر

۱۵ء۲۹۷ عبدالقہار سلفی

ع۴۹۲ق رفیع الشان مترجم قرآنِ مجید، ص:۷۲۹، کتب خانہ اشاعت الکتاب والسنہ کراچی ۱۳۷۹ھ

۱۵ء۲۹۷ عبدالقہار سلفی

ع۴۹۲ق رفیع الشان ترجمہ قرآن،ص:۷۹۲، کتب خانہ اشاعت الکتاب والسنہ کراچی۔س، ن۔ (فوائد ستاریہ، مولانا عبدالستار سلفی)

❀❀............❀............❀❀

مولانا محمد رمضان سلفی کی وفات پر تعزیت

مولانا محمد رمضان سلفی صاحب ایڈیٹر ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث وخطیب مرکزی مسجد اہل حدیث جلو موڑ لاہور کی وفات حسرت آیات پر ہمارے جماعتی احباب نے مرحوم کی تبلیغی، مسلکی اور جماعتی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ ان کی مغفرت اور بلندئ درجات کی بھی دعا کی ہے۔ ان احباب کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

①......عمران حمید مرزا، نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع لاہور۔ ②......حکیم محمد یحییٰ عزیز ڈاہروی، کوٹ رادھا کشن

③......مولانا محمد ابراہیم خلیل منصور پوری۔ ④......امیر حمزہ حماد طور، گوجراں والا۔

قاری ذکاء اللہ کو صدمہ

قاری ذکاء اللہ حافظ آبادی کی دادی صاحبہ بروزہ ہفتہ ۱۱ مئی ۲۰۰۸ء کو ۱۲۰ سال کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوگئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وہ نہایت عابدہ، زاہدہ خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس کی عبادت میں ذرہ بھر کوتاہی نہ کرتیں۔ قارئین مرحومہ کے لیے دعائے مغفرت کریں۔ [لواحقین]